عمران سیریز
موت کا رقص
ایچ اقبال

عمران سیریز

# موت کا رقص

مصنف

ابن اقبال

ناشر

کوئین بکس پوسٹ بکس ۱۱۶۴ کراچی ۱

| | |
|---|---|
| ناول | موت کا رقص |
| مصنف | ایچ اقبال |
| ناشر | کوئین بکس کراچی |
| بہ اہتمام | خالد علی |
| مطبع | المخزن پرنٹرز کراچی |
| قیمت | ۶/- روپے |

ہماری مطبوعات مندرجہ ذیل پتوں سے خریدیئے

| | | |
|---|---|---|
| کراچی بک ڈپو | ۴۸ اردو بازار | کراچی |
| شہاب نیوز ایجنسی | ریگل بس اسٹاپ صدر | کراچی |
| یونائٹڈ بک لینڈ | مہران مرکز | سکھر |
| کیپٹل نیوز ایجنسی | شاہی بازار | بہاولپور |
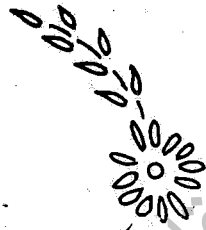

حویلی کی موت سے شروع ہونے والی یہ پُرکشش اور دلچسپ کہانی زیرِ نظر ناول موت کے رقص میں انجام کو پہنچتی ہے یہاں کہانی پن اپنے عروج کو پہنچتا ہے اور تحریر قاری کو پوری طرح اپنی گرفت میں رکھتی ہے۔ یہی ایک اچھے لکھنے والے کا کمال بھی ہے کہ وہ اس طرح لکھے کہ پڑھنے والا کہانی میں کھو کر رہ جائے۔ عمران کی حماقتیں بھی نمایاں ہیں لیکن آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ حماقتیں بالآخر کیا کیا رنگ دکھاتی ہیں۔

آپ کی رائے کا بے چینی سے انتظار رہے گا

محبوب الٰہی

**عمران** اور فیاض دونوں ہی اس راہداری کی طرف بے تحاشہ لپکے تھے۔ جدھر سے وہ دلخراش چیخ سنائی دی تھی ہال کا اندرونی کمرہ اسی راہداری میں کھلتا تھا۔۔۔۔ جوزف بھی لپکتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ اور ہال میں موجود سب ہی لوگ اپنی اپنی جگہوں سے خوفزدہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

عمران نے دروازہ کھولنے سے پہلے پلٹتے ہوئے تیزی سے کہا تھا۔

" آپ میں سے کوئی ہال سے باہر نہیں جائے گا۔ اور نواب صاحب آپ فوراً دروازہ بند کر لیجئے۔۔۔۔۔" اور یہ

کہتے ہوئے عمران نے نہ صرف دروازہ کھولدیا بلکہ چھلانگ لگاتے ہوئے وہ نیچے راہداری میں کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

کیپٹن فیاض اور جوزف کے باہر نکلتے ہی راہداری کے دوسرے طرف بنے ہوئے کمروں میں سے ایک کمرے کے سامنے ایک انسانی جسم کو تڑپتے ہوئے اور اس کے آس پاس خون پھیلتے ہوئے دیکھا۔

لیکن عمران راہداری کے اس سرے کی طرف بھاگتا چلا گیا تھا جو حویلی کے صدر دروازے تک پہنچکر ختم ہو جاتا تھا۔ کیپٹن فیاض اور جوزف بھی دوسرے ہی لمحے اسکے پیچھے بے تحاشہ لپک رہے تھے۔ فیاض نے ریوالور نکال لیا تھا۔

عمران نے جیسے ہی چھلانگ لگا کر راہداری میں قدم رکھا تھا وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ اسے دکھائی دیا۔ جس کا رخ اسی طرف تھا جدھر وہ اس وقت دوڑ رہا تھا۔

فیاض اور جوزف کے باہری دروازے پر پہنچتے پہنچتے عمران ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا...... لیکن وہ لوگ یہ دیکھنے میں کامیاب ہو گئے تھے کہ کھلے ہوئے دروازہ سے عمران نے اپنے حریف پر چھلانگ لگائی تھی۔

اور جیسے ہی وہ دونوں دروازے کے قریب پہنچے، ان کے دوڑتے ہوئے قدموں کو بریک لگ گیا۔



راہداری میں تیز روشنی والے جلتے ہوئے بلبوں کی روشنی کا عکس باہر بھی پہنچ رہا تھا۔ اور اس باہر بکھری ہوئی مدھم روشنی میں عمران اس آسیبی ڈھانچے کو لئے ہوئے نیچے آ گرا تھا۔ شاید عمران کی اس چھلانگ کا نتیجہ تھا جو اس نے دروازے پر پہنچ کر لگائی تھی

اس ڈھانچے نے اپنی جگہ سے اٹھنے میں بڑی پھرتی کا ثبوت دیا تھا اور عمران بھی جواباً پیچھے نہیں رہا تھا۔

اب وہ چند ہی قدموں کے فاصلے پر ایک دوسرے پر نظریں جمائے ایک دوسرے پر حملہ کرنے کی تاک میں تھے۔

اچانک ڈھانچے نے اپنا ہاتھ گھما کر عمران کے چہرے کو زد پر لینے کی کوشش کی، لیکن عمران نے اسے جھکائی دیکر چند قدم پیچھے ہٹ جانا ہی پسند کیا تھا۔

پھر عمران نے برق کی سی تیز رفتاری سے اچھلکر اس پر چھلانگ لگانے اور اسکے سینے پر لات مارنے کی کوشش کی تھی، لیکن ڈھانچے نے اس کا یہ وار خالی ہی جانے دیا تھا۔ اور عمران اس کی گرفت میں آتے آتے بچ گیا تھا۔

اب عمران کی پشت دروازے کی طرف تھی اور ڈھانچہ دروازے کی جانب رخ کئے عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے حلق سے غراہٹیں نکل رہی تھیں۔

”تم اس خاندان کے افراد میں سے نہیں۔“ ڈھانچے نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے خوفناک آواز میں کہا۔

”بالکل نہیں۔“ عمران پیچھے سرکتا ہوا بولا۔

"اور میں نہیں چاہتا کہ اس خاندان کے باہر کا کوئی شخص موت کا شکار بنے۔"

"آپ کا خیال بڑا نیک ہے۔"

یہ کہتے ہوئے عمران نے اچھل کر پھر اسکے سینے پر ایک لک ماری تھی لیکن ڈھانچہ نہ صرف نیچے جھک گیا تھا بلکہ اس مرتبہ اس نے عمران کی دونوں ٹانگیں پکڑ لی تھیں۔

اپنا سر نیچے جاتے وقت ہی عمران نے محسوس کیا کہ جیسے اس ڈھانچے کی فولادی انگلیاں اس کی ہڈیوں میں پیوست ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

لیکن نیچے پہنچتے پہنچتے عمران نے اپنے دونوں ہاتھوں سے نہ صرف اسکی ٹانگیں تھام لیں بلکہ اپنی ٹانگوں میں پوری قوت جمع کرتے ہوئے ایک بہت ہی زوردار جھٹکا دیا۔

اس کی یہ کاروائی انتہائی حیرت انگیز تھی۔ اس طرح ایک طرف تو اس نے ہاتھ جما کر ڈھانچے کے گھٹنوں کو پیچھے دھکیلا اور دوسری طرف اپنی ٹانگوں کو پوری قوت سے جھٹکا دیا۔ یہ دونوں عمل پلک جھپکتے ہی ایک ساتھ ہوئے تھے۔

نتیجہ میں ڈھانچہ اپنا توازن قائم نہ رکھتے ہوئے منہ کے بل زمین پر گرا لیکن عمران کو اپنے ساتھ لئے ہوئے

مگر دوسرے ہی لمحے عمران نے اپنا بقیہ آدھا جسم اسکی ٹانگوں کے خلاء سے باہر نکال لیا۔ پھر عمران دوبارہ اس پر حملہ کرے اس سے پہلے ہی



ڈھانچہ پلٹ کر چت ہو گیا۔ اور اس پر نظریں جمائے ہوئے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

عمران نے چاہا تھا کہ اس کے منہ پر ایک زوردار ٹھوکر رسید کرے مگر پھر اپنی ٹانگ اس کی گرفت میں آ جانے کے اندیشے سے وہ ایسا نہ کر سکا۔

اچانک ڈھانچے کی ایک ٹانگ تیزی سے چلی۔ اور عمران کو اچھل کر نیچے گرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

عمران کے گرتے ہی ڈھانچے نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن عمران نے ہاتھ زمین پر ٹکا کر جو دولتیاں اسکے سینے پر جھاڑی تھیں، وہ اسکی پھرتی اور طاقت کی حیرت انگیز مثال تھی۔

ڈھانچہ پیچھے الٹتے الٹتے ضرور رہ گیا تھا لیکن وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی فٹ دور نکل گیا تھا۔ اس مختصر سے وقفہ میں عمران دوبارہ سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت فیاض نے ڈھانچہ پر فائر کر دیا۔ مگر فیاض خود اس فائر کے حشر سے واقف تھا۔

"گولی مت چلا۔" عمران کی آواز ابھری۔

"باس۔ کیا میں میدان میں اتر آؤں۔"

"ہاں... اب تمہیں اجازت ہے۔"

جوزف دہاڑتا ہوا عمران کے قریب پہنچ گیا۔ اور اب وہ بھی اسے تولنے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ فیاض البتہ

دروازے کی دہلیز پر ہی جما ہوا تھا۔ اور راہداری کے پچھلے حصہ پر بھی وہ برابر نظر ڈالتا جا رہا تھا۔ وہ اس طرف سے بھی احتیاطاً چوکنا تھا
"میں پھر آخری بار تمہیں موقع دیتا ہوں" ڈھانچے کی خوفناک آواز ابھری۔

"میں تمہیں واپس تمہاری قبر میں دفنا دینے کا ارادہ رکھتا ہوں تم چاہو تو اپنی آخری خواہش بتا دو، وہ پوری کر دی جائے گی"
عمران کا لہجہ غضبناک تھا۔

"تمہیں اپنے ساتھ قبر میں لیجانے سے پہلے میں جاننا ہی چاہتا ہوں کہ تم کون ہو۔"

اسے نہ صرف ا

"اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمہیں مایوس نہیں کرونگا۔ اس جھکی کو لوگ عمران ابن الوقت کہتے ہیں۔ میں مقررہ ایام سے چند روز قبل ہی پیدا ہو گیا تھا۔"

پھر ڈھانچے کے منہ سے عجیب و غریب خوفناک قسم کی غراہٹ نکلنے لگی اور وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ہاں پیارے" عمران نے اس پر نظریں جمائے ہوئے جوزف کو مخاطب کیا جو اسکے پاس ہی کھڑا تھا "یہی وہ مریل پہلوان ہے جس نے تجھے اور تیرے قبیلے کو للکارا تھا۔ اب تجھے اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنانا ہے تاکہ میں اسے آنکھوں میں لگا کر اپنی بینائی بڑھا سکوں"

جوزف نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے ڈھانچے پر نظریں



جمائے ہوئے تھا۔ اور پھر وہ اپنے حلق سے ایک دہشت انگیز چیخ بلند کر کے اس پر جھپٹا۔ اور حیرت انگیز طور پر ڈھانچے کی کمر کو اپنی گرفت میں لیکر نہ صرف اسے اونچا اٹھا لیا بلکہ ایک چکر لگا کر دور پھینک دیا۔

"شاباش پیارے۔ میں نے اسکی دو ایک ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز سنی ہے"
عمران نے ہانک لگائی۔

ڈھانچہ اس مرتبہ کچھ حیرت زدہ سا تھا۔ لیکن اس نے زمین سے اٹھنے میں دیر نہیں کی تھی۔ جوزف دوبارہ خونخوار نگاہوں سے دیکھتا ہوا اسی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

جوزف کا دوسرا حملہ بھی نہایت خوفناک تھا۔ جیسے ایک ارنے بھینسے نے اسے اپنے جسم سے بیس ڈالنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے صرف چند قدم کھسکے تھے۔ پھر جوزف اس نے شانوں سے پکڑ لیا تھا۔ اور اس طرح جھٹکا دینے کی کوشش کی تھی کہ جوزف جسمانی توازن کھو دے۔ لیکن اسی لمحے جوزف کے منہ سے نکلی ایک خوفناک چیخ نے ڈھانچے کی گرفت کچھ ڈھیلی کر دی اور جوزف نے فوراً ہی اسکی گرفت سے آزاد ہو کر چند قدم پیچھے سرک گیا۔

اس مرتبہ دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے پر حملے کئے اور وہ بری طرح آپس میں گتھ گئے۔ اب ان میں سے ہر ایک، ایک دوسرے پر داؤ آزمانے کی کوشش کر رہا تھا۔

صورت حال یہ تھی کہ دونوں نے ایک دوسرے کے پنجوں

پر اپنی گرفت مضبوط کر رکھی تھی۔ اور زور آزمائی کرتے ہوئے اپنے اپنے
حریف کو پیچھے دھکیل لیجانا چاہتے تھے۔ کبھی ایک دو قدم جوزف کو
پیچھے ہٹنا پڑتا اور کبھی ڈھانچے کو۔

"روشنی کی حد سے باہر نہ جانے پائے۔" عمران نے جوزف
سے کہا جو اسے اندھیرے کی طرف ہی دھکیل رہا تھا۔ جوزف نے شاید
اس کی آواز سن لی تھی۔ اور اب وہ سنبھلتے ہوئے خود آہستہ آہستہ پیچھے
ہٹ رہا تھا۔

اس عمل کے درمیان ہی اچانک ڈھانچے کی ایک ٹانگ
چل گئی۔ اور جوزف زمین پر آرہا۔

اب وہ پوری طرح ڈھانچے کے نیچے تھا۔

دوسرے ہی لمحے ڈھانچے نے گردن دبوچ لینا چاہی تھی
لیکن جوزف بھی غضب کی طاقت اور پھرتی کا ثبوت دے رہا تھا۔
اس نے نہ صرف ڈھانچے کے بڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو پھر اپنے ہاتھوں پر
سنبھال لیا تھا بلکہ اپنے پچھلے جسم کو زمین سے اٹھاتے، اپنی دونوں ٹانگیں
ڈھانچے کی گردن تک لاکر اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔

اب جوزف کی ٹانگیں اسکی گردن دبوچے ہوئے اسے واپس زمین کی
کی طرف لارہی تھیں۔

مگر اسی عرصہ میں ڈھانچے کی ٹانگ جوزف کے حلق پر جم گئی تھی
اور وہ اپنی اس ٹانگ سے اس کے چہرے کو مخالف سمت دھکیلنے کی کوشش



کر رہا تھا تاکہ جوزف کی گرفت سے اس کی گردن آزاد ہو سکے۔

ادھر جوزف چاہتا تھا کہ بہر صورت وہ اسکی پھنسی ہوئی گردن
پر اور سختی برتنا شروع کر دے۔ تاکہ اس کا دم گھٹ جائے لیکن
وہ یہ بھی اچھی طرح محسوس کر رہا تھا کہ اس سے لپٹا ہوا حریف...
اس سے کم طاقتور نہیں ہے اور اس کی وہ ٹانگ۔ جو اس کے حلق پر
جم کر اس کا چہرہ تیزی سے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہی ہے اسے
اپنے اس ارادے میں کمزور کرتی جا رہی ہے۔ معاملہ صرف طاقت
کا ہوتا تو بھی وہ زور آزمائی میں پیچھے نہیں رہتا۔ لیکن طاقت کے ساتھ
ساتھ ڈھانچے کی وہ ٹانگ اس طرح اس کے حلق میں چبھ رہی تھی
جیسے اس میں کچھ نکیلے حصے رہے ہوں۔ اور وہ جلد ہی اس کا
حلق چیرتے ہوئے دوسری طرف نکل جائیں گے۔

جوزف کے حلق سے ایک خطرناک قسم کی غراہٹ نکل رہی
تھی اور ایسا ہی لگتا تھا جیسے عنقریب اس کی آنکھیں اپنے حلقوں
سے باہر نکل آئیں گی۔ تکلیف لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

عین اسی وقت عمران نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور وہ دونوں
کے قریب پہنچ گیا

جیسے ہی عمران نے ڈھانچے کی اس ٹانگ کی طرف ہاتھ بڑھائے
جو جوزف کے حلق پر جم کر اس کا چہرہ پیچھے کی طرف دھکیل رہی تھی
ڈھانچے کی وہی ٹانگ نہ صرف تیزی سے جوزف کے حلق پر سے ہٹ

گئی بلکہ فوراً ہی عمران کی گردن پڑی۔

ڈھانچے کا یہ حملہ یقیناً غیر متوقع اور انتہائی پھرتیلا تھا۔ عمران اس کے اس حملے سے نہیں بچ سکا اور وہ کئی قدم دور جا گرا۔

ٹھیک اسی لمحے نے اپنی گردن بھی جوزف کی گرفت سے آزاد کرالی اور اس سے قبل کہ وہ سنبھلیں اور زمین سے اٹھیں۔ اسکے حلق سے ایک خوفناک اور لرزا دینے والی چیخ ابھری۔

پھر اس سے قبل کہ وہ لوگ اٹھتے، ڈھانچہ چھلانگیں مارتا ہوا اندھیرے میں روپوش ہو چکا تھا۔

فیاض ٹارچ۔"

عمران تیزی سے چلایا اور اندھیرے کے مطابق اسی طرف دوڑ پڑا جدھر ڈھانچہ گیا تھا۔

جوزف بھی اس کے پیچھے تھا۔

لیکن چاروں طرف محیط اندھیرے میں اسے خود اپنے قریب کھڑے ہوئے جوزف کا وجود ہی نظر نہیں آرہا تھا۔ تو پھر اسے آسیبی ڈھانچہ کیسے نظر آتا۔

"ٹارچ تو میں ہال ہی میں بھول آیا ہوں۔"

فیاض کی آواز ابھری۔

"آؤ، لوٹ چلیں۔" عمران نے جوزف سے کہا۔



وہ لوگ دوبارہ تیز تیز قدموں سے چل پڑے۔

سب سے پہلے وہ لوگ حویلی کے اس ملازم کی لاش تک پہنچے جو اب وہاں نہیں تھی۔

البتہ اس ملازم کے جسم سے نکلا ہوا خون وہاں بہہ کر جم چکا تھا۔

"وہ لاش غائب ہے۔"

فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جادو کی لاش رہی ہوگی۔" عمران ہنسا۔

"ہو سکتا ہے ان آس پاس کے کمروں میں لاش گھسیٹ لی گئی ہو۔"

"یہاں ایسے نشانات نہیں جس سے تمہارے بیان کی تصدیق ہو سکے کہ لاش گھسیٹی گئی ہے۔"

عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"تم میرے سوال کا مقصد نہیں سمجھے۔"

"کیوں بور کر رہے ہو سوپر فیاض۔" عمران نے کہا۔

"بور میں کر رہا ہوں یا تم۔ میرا مقصد یہ تھا کہ اس لاش کو کسی قریبی کمرے میں منتقل کر دیا ہو۔"

"تم چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اسے قتل کرنے کے بعد قاتل کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہو اور اس نے مقتول کی جان بچانے کے خیال سے یہاں سے غائب کر کے کسی ہسپتال میں داخل کرا دیا ہو کیوں، ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں۔" عمران نے دیدے نچائے۔

"مجھے یہ بھانڈ پن پسند نہیں۔"
فیاض ہتھے سے اکھڑ گیا۔
"تمہیں کیا پسند ہے۔؟"
"کیا تم مجھے پاگل سمجھتے ہو۔" فیاض بری طرح سے بھنا اٹھا تھا۔
"ارے نہیں۔ تم تو بڑے عقل مند آدمی ہو۔"
عمران نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔
فیاض کھول کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔
پھر وہ تینوں ہال کے اندرونی دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔
فیاض نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دوسرے ہی لمحے دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گئے۔





"**مبارک** ہو جناب۔"
عمران نے اندر داخل ہوتے ہی نواب شیفتہ کو دیکھ کر بڑے زور سے ہانک لگائی۔
"کپتان صاحب نے اس ڈھانچے کے وہ طمانچے رسید کئے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ میرا دل اب تک دھڑک رہا ہے۔"
عمران کے اس جملے پر فیاض کا سینہ غیر شعوری طور پر تن گیا۔
پھر لپک کر بہت سے مرد عورتوں نے اسے گھیر لیا۔ عمران بھی اس گھیرے میں تھا۔
"کیا آپ نے اسے مار ڈالا۔"
نواب شیفتہ نے تیزی سے پوچھا۔
"اب ہم لوگ خطرے میں تو نہیں۔" ایک نسوانی آواز نے

پوچھا۔

"اس نے، یعنی ڈھانچے نے چیلنج کے مطابق آپ کے ایک ملازم کی زندگی ختم کر دی۔"

فیاض نے ان لوگوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

وہ لوگ سراسیمہ ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔

"اور ہم لوگ اگر ڈھانچے کو باہر ہی نہ سنبھال لیتے تو یہ طے تھا کہ اس کا اگلا شکار آپ لوگ ہی ہوتے۔"

"نہیں۔"

ان میں سے بہت سوں کی چیخیں نکل گئیں۔

"آپ کے ملازم کو ختم کرنے کے بعد وہ ادھر ہی بڑھ آیا تھا لیکن مسٹر غضنفر نے اس کا راستہ روک لیا۔ اور اسے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا۔"

اس کے بعد فیاض نے ڈھانچے سے ٹکراؤ کے بارے میں ان لوگوں کو بتایا۔ اس کے اس بیان میں کچھ ضروری قسم کا اضافہ بھی ہوا تھا۔ مثلاً یہ کہ اس سے ٹکراؤ میں وہ خود پیش پیش رہا تھا۔ لیکن ان دونوں نے بھی اس سے زبردست ٹکر لی تھی۔

اور وہ اس ٹکراؤ کے آخری معرکے میں جوزف کی انتہائی طاقتور گرفت کا شکار ہو کے موت کے قریب پہنچ کر بھی بچ نکلا



تھا۔ اس طرح آخر کار اسے اپنی پیٹھ دکھا کر بھاگنے پر مجبور ہو پڑا ___ وہ تو اس کا قصہ ہی تمام کر دیا جاتا لیکن باہر پھیلی ہوئی گہری تاریکی نے اسے اپنی آغوش میں چھپا کر نظر سے غائب کر دیا۔

پھر وہ لوگ اپنی اپنی نشستوں پر آ کر جم گئے۔ لیکن خواتین اب بھی ان تینوں کے قریب ہی موجود تھیں۔ اور سب ہی کے چہروں پر کشمکش کے گہرے آثار دکھائی د رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ وہ اس حادثے اور ٹکراؤ کے بعد شاید وہ اس بقیہ رات میں دوسرا حملہ نہیں کرے گا۔"

مولوی جلال الدین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"ہاں... شاید آپ کا خیال درست ہو۔"

نواب شیفتہ نے تائید کی۔

"کیونکہ ڈھانچے کو اس قسم کے ٹکراؤ اور مقابلے کی قطعی امید نہیں رہی ہوگی۔"

"اور پھر آپ حضرات یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ وہ خوفزدہ ہو کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔"

کیپٹن فیاض نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے کہ آپ حضرات نے اسے فرار

ہونے پر مجبور کر دیا — ورنہ ہم لوگ اس سے الجھ کر دیکھ چکے ہیں۔ وہ
انسانوں کے بس کا ہے ہی نہیں۔"

اس مرتبہ کرنل محمد علی نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

عمران جو اس گفتگو میں شریک نہیں ہوا تھا۔ سامنے کھڑی
ہوئی جیمیکا تھرل کو چور نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جو قریب رہ کر
بڑی توجہ سے یہ گفتگو سن رہی تھی۔

عمران اپنی کرسی سے اٹھ گیا۔ اور پھر ایک کرسی کھینچ کر کچھ
دور رکھدی۔ اور جوزف کو اشارہ کیا۔

جوزف جو اب تک کھڑا ہوا تھا اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس کے بعد عمران نے دوسروں کی نگاہیں بچا کر جیمیکا تھرل کو
اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

پہلے تو جیمیکا تھرل نے اس کی اس حرکت کو عجیب و غریب
نظروں سے دیکھا۔

پھر وہ اس کی طرف بڑھ آئی۔

عمران اسے ہال کے اس بیرونی دروازے کے قریب لے گیا
جہاں پر ان لوگوں نے رین کوٹ اتارے تھے۔

یہاں سے ان کا فاصلہ اتنا ہو گیا تھا کہ ان کی آہستہ آہستہ
ہونے والی گفتگو کوئی نہیں سن سکتا تھا۔

لیکن سب کی نگاہیں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران بڑی
توجہ اور انہاک سے اس سے گفتگو کر رہا تھا۔

"میں آپ کو اس وقت ایک حاجت —— ارے ترے
ایک ضرورت کی وجہ سے تکلیف دی ہے۔"

اس کا انداز سراسر احمقانہ تھا۔

"کیسی ضرورت ——؟"

جیمیکا تھرل نے چونک کر پوچھا۔

"میں وہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن آپ کے یہ تیور
—— اف۔ خدا کی پناہ۔"

عمران نے خوفزدہ ہو کر کہا۔

"مجھے یاد آیا کہ ایک مرتبہ میری والدہ محترمہ نے مجھے ایسے
ہی خطرناک تیوروں سے دیکھا تھا جس پر میں نے گھبرا کر چھت
سے نیچے چھلانگ لگا دی تھی لیکن ابھی مشکل سے دو تین فٹ
ہی نیچے گرا ہوں گا کہ قبلہ والد صاحب نے جو ڈپٹ کر سخت نگاہو
سے میری طرف دیکھا تو مجھے واپس الٹی چھلانگ لگا کر چھت
پر قدم جمانے پڑے تھے۔ اس لئے براہ کرم آپ ایسی نظر
سے تو نہ دیکھیں۔ تب میں کچھ عرض کروں۔"

جیمیکا تھرل اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ
میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس قسم کا جھکی انسان ہے۔ اور وہ اسے
یہاں کیوں لا کر اوندھی سیدھی باتیں کر رہا ہے۔

"آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں" اس نے پوچھا۔

"آپ یہ نہ سمجھئے کہ خطرہ ٹل گیا ہے"

"جی... وہ چونک پڑی۔

"جی ہاں۔ وہ آپکے سر پر ہی منڈلا رہا ہے"

"یہ آپ کیا بک رہے ہیں"

وہ جھنجھلا کر بولی۔

"کیا آپ یہ نہیں کر سکتیں کہ اس خاندان کے تمام افراد کی زندگیاں بچانے کیلئے آپ اپنے آپ کو اس ڈھانچے کے حوالے کر دیں"

"میں آپ کا منہ نوچ لوں گی"

"یہ پیشکش میری نہیں اس آسیبی ڈھانچے کی تھی.. جاتے وقت وہ مجھ سے یہی کہہ گیا تھا۔"

وہ حیرت سے اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

"کیا ا [illegible] پ موجود ہیں" عمران نے بلند آواز میں [illegible] ریتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ یہاں ہال میں ایک ایک لیمپ موجود ہے"

عمران نے جواب سن کر پھر جمیکا کی طرف دیکھا۔ وہ جواب طلب نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ضرورت اس بات کی ہے کہ یہاں موجود حضرات و خواتین زیادہ سے زیادہ گفتگو کرتے رہیں تاکہ مرتے وقت انہیں یہ غم نہ ہو کہ



ان کی زبان بند رہی تھی"

عمران پھر شروع ہو گیا

"یہ کیروسین لیمپ کی ضرورت کیوں آن پڑی؟" جمیکا نے پوچھا۔

"میری چھٹی حس مجھے کبھی دھوکہ نہیں دیتی۔ اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں تو کچھ ہی دیر بعد یہ ہال مکمل تاریکی میں بھی ڈوب سکتا ہے پھر میں تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دے سکتا"

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں"

"اگر آپ ان واقعات کا پس منظر سامنے لے آئیں تو میں آپ کی زندگی بچا لینے میں کامیاب ہو جاؤں گا"

"میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ پتہ نہیں آپ کس وجہ سے مجھ پر شک کر رہے ہیں"

"اس ڈھانچے کا جمالیاتی ذوق نواب صاحب سے کچھ جداگانہ نہیں۔ کیا آپ میرا مطلب سمجھ رہی ہیں"

"کیا بکتے ہو" اس مرتبہ وہ حلق پھاڑ کر چیخی اور دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

سب لوگ حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ اور نواب کشمکش کا شکار دکھائی دے رہے تھے۔

"آہستہ بولئے محترمہ۔ اگر نواب صاحب کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس خونی ڈرامے کی بنیادی وجہ آپ ہیں تو وہ پہلی فرصت میں آپکو ہی قتل

کر دیں گے۔

"نہیں" وہ کانپ گئی

"اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ہر طرح سے آپ کی مدد کر دوں۔"

جیمیکا تھرل کے خوبصورت چہرے کا رنگ ایکدم اڑ چکا تھا۔ اور
اب اس کا چہرہ اسطرح سفید پڑ گیا تھا جیسے اسکے جسم میں خون ہی نہ
رہا ہو۔





"اگر آپ کچھ نہیں بتانا چاہتیں تو میں اس قصہ کو ہی ختم کئے دیتا ہوں۔"

"آپ کیا کریں گے۔" اس نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"یہاں اندھیرا ہوتے ہی میں آپ کو گولی مار دوں گا۔"

جیمیکا تھرل نے اچانک اس کا منہ نوچنے کی کوشش کی۔ وہ اس
پر کسی پاگل عورت کی طرح جھپٹی تھی مگر عمران نے خون کو بچالیا تھا ورنہ
اسکا چہرہ یقینی طور پر جیمیکا کے بڑھے ہوتے ناخنوں کی زد پر آگیا ہوتا۔

پھر عمران وہاں سے چھلانگیں لگاتا ہوا اپنی نشست کے قریب
آکر رک گیا۔

جیمیکا اس کی طرف جھپٹی۔

"قبلہ نواب صاحب میری مدد کیجئے۔" عمران نے گھبرائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

اور نواب شیفتہ نے لپک کر جیمیکا کی کلائی تھام لی اور

گرج کر کہا۔

"یہ کیا حماقت ہے۔"

"یہ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑونگی۔" وہ ہسٹریائی انداز میں چلائی۔

"جی نہیں ..." عمران نے فوراً احتجاج کیا۔

"انہوں نے مجھے گولی مار دینے کی دھمکی بھی دی ہے۔"

"کیا۔؟"

نواب شیفتہ نے عمران کی طرف دیکھا۔

"اگر آپ مجھے اجازت دیں۔ لیکن نہیں۔" عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"بہتر ہوگا کہ آپ اپنی نشست پر ہی بیٹھیں تاکہ آپ سے کچھ ضروری گفتگو کی جا سکے۔"

عمران نے کڑی نظریں ڈالتے ہوئے نواب سے کہا۔

نواب شدید الجھن میں مبتلا تھے۔ وہ جیمبکا کی کلائی چھوڑ کر اپنی نشست پر آ گئے۔

عمران نے حالات کو ایک نیا موڑ دیا تھا۔

سب ہی کو یہ سوچنے پر مجبور ہونا پڑا تھا کہ آخر عمران نے جیمبکا تھرل کو ان حالات میں علیحدہ لے جا کر کس قسم کی گفتگو کی تھی۔ یہ شک کس



قسم کا تھا۔ اور جیمبکا تھرل کو جان سے مارنے کی دھمکی کیوں دی گئی تھی۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اس قسم کے پراسرار آسیبی حالات اور واقعات میں عمران کے یہ اندازے اوٹ پٹانگ قسم کے تو نہیں

"مجھے فی الحال آپ حضرات سے یہی کہنا ہے۔" عمران نے سب پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"کہ آپ حضرات لمحہ بہ لمحہ خطرات کے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ انتقامی آسیب جلد ہی دوبارہ یہاں قدم رکھنے والا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کے قدم رکھنے سے قبل یا ہال میں داخل ہونے کے بعد تمام حویلی تاریکی میں ڈوب جائے۔"

سب کی خوفزدہ نگاہوں کا مرکز اس وقت صرف عمران ہی تھا۔

ان میں سے بہتیروں کے مارے ڈر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ اور کچھ کے چہرے ٹھنڈے پسینے میں نہا گئے تھے۔ کسی کے حلق سے کچھ نہیں نکل رہا تھا۔

"اس میں تو کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ وہ آسیبی ڈھانچہ آ رہا ہے۔"

عمران نے گھڑی پر نظریں ڈالیں۔

"لیکن دوسری بات جو کہ اس کے پذیر ہونے کے امکانات کچھ زیادہ ہی ہیں۔ ویسے اگر اس کا ارادہ بدل گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ... روشنی میں اپنا خونی کھیل کھیلنا شروع کر دے۔"

"آپ ہم لوگوں کو بہت زیادہ خوفزدہ کئے جا رہے ہیں۔ کیا آپ ہمیں اتنا نکما اور بزدل بنا دینا چاہتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر ہم واقعات کا مقابلہ بھی نہ کر سکیں۔"

کرنل نے عمران کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"ان حالات میں آپ کے حوصلے بلند ہیں یہ دیکھ کر مجھے تقویت ملی ہے۔ رہے میرے دیگر امکانات تو وہ سامنے آکر خود تصدیق کر دیں گے۔"

عمران نے سب لوگوں پر نگاہ ڈال کر کہا۔

"اگر آپ کا خیال درست بھی ثابت ہوا تو بھی ہم بزدلوں کی موت مرنا پسند نہیں کرینگے۔"

نواب کے بڑے لڑکے نے حوصلہ مندی کا ثبوت دیا۔

"کیوں نہ بچاؤ کے لئے آپ ہی کوئی مشورہ دیں۔" پرنسپل نے تیزی سے کہا۔

"سب سے پہلے تو کیروسین لیمپ روشن کر کے بیچ ٹیبل پر رکھ دیا جائے۔" عمران نے کہا۔

"اور کپتان صاحب آپ اپنے طور پر تمام حضرات کی حفاظت، غالباً کر ہی لیں گے۔ جوزف آپ کے ہمراہ رہے گا۔ اور میں اپنے لئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ حالات کے پیش نظر کدھر کا رخ کروں۔ ہاں آپ حضرات ایک بات کا خیال رکھیں اور وہ یہ کہ اگر وہی ڈھانچہ



خود یہاں آ دھمکے تو اس صورت میں تنہا کوئی شخص اس سے نہ ٹکرائے بلکہ یہاں موجود تمام افراد ایک ساتھ اسے گھیرنے اور گرفت میں لینے کی کوشش کریں۔"

ابھی عمران اپنے آخری الفاظ پوری طرح ادا بھی نہیں کر سکا تھا کہ......

اچانک انہیں ایک ایسی خوفناک آواز سنائی دی جیسے کہیں دور کوئی بھیڑیا غرایا ہو۔

ان سب کی حالتیں اور غیر ہو گئیں۔ چہرے پہلے سے زیادہ فق ہو گئے اور وہ سب اپنی اپنی جگہ پہلو بدلنے لگے۔

عمران کی آنکھیں ہر طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔

پھر۔

عمران اپنی نشست سے اٹھ گیا۔ اور جوزف کے قریب پہنچ گیا۔ اور آہستہ آہستہ اس سے باتیں کرنے لگا۔

جوزف چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔

ہال میں موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ ہر شخص اپنے دل کی دھڑکنیں صاف طور پر سن رہا تھا۔

عین اسی وقت عمران نے فیاض کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"میری گھڑی بند ہو گئی ہے۔ کیا وقت ہو رہا ہے۔؟"

"دو بج رہے ہیں۔" فیاض نے عمران کو تشویشناک نگاہوں

سے دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران نے کسی بے فکرے کی طرح چیونگم منہ میں ڈالتے ہوئے اپنا مشغلہ شروع کر دیا۔

"کیوں نہ آپ ادھر تشریف رکھیں" کرنل محمد علی نے اپنے قریب کی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جو فیاض کی پشت پر کھڑا تھا۔

"شکریہ۔ شاید آپ بھی اب ہر لمحہ خوفزدہ ہوتے جا رہے ہیں۔"

"نہیں.. میں بزدل نہیں ——— میں نے اخلاقاً یہ بات کہی تھی ورنہ میرے نزدیک آپکے بیٹھنے نہ بیٹھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا" کرنل نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض، میں ہال سے باہر جا رہا ہوں۔ ذرا ایک چکر حویلی میں لگا آؤں"

عمران نے اپنی پلکیں جھپکائیں۔ اور ہال کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فیاض بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ گیا۔

"غضب کا دلیر شخص معلوم ہوتا ہے۔"

نواب شیفتہ نے حیرت سے کہا۔

عمران کے باہر نکلتے ہی فیاض نے دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا



اس وقت عمران بہت چوکنا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے روشن راہداری کے درمیان پہنچکر آس پاس کا بغور جائزہ لیا۔ اور پھر واپس دروازے سے ٹک کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اندرونی جیب سے ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

دوسری طرف سے سگنل فوراً ہی ریسیو کر لیا گیا۔

وہ پانچ سات منٹ تک اس سے رابطہ قائم کئے رہا۔ اس کے بعد اس نے واپس اسے جیب میں رکھ لیا۔

اچانک وہی پراسرار تیز غراہٹ پھر سنائی دی۔ اور اسکے بعد ہی ایک خطرناک قسم کا لرزا دینے والا قہقہہ حویلی کے در و دیوار سے ٹکرایا تھا۔

عمران نے تیزی سے مخصوص انداز میں دروازہ کھٹ کھٹایا اور دروازہ کھل گیا۔

دروازہ فیاض نے کھولا تھا۔ شاید باہر نکلتے وقت عمران نے اسے اپنے اس قسم کے اشارے کے متعلق سمجھا دیا تھا۔

عمران کے دوبارہ ہال میں داخل ہوتے ہی ایک بہت ہلکی سی کھٹ کی آواز وہیں دروازے پر پیدا ہوئی تھی۔

دوسرے ہی لمحے عمران نے اچھلنے کا مظاہرہ کیا تھا اور وہ اچھل کر دروازے کی طرف مڑا تھا۔

پھر اس نے دوسری بار بھی چھلانگ ہی لگائی تھی اور اس اچھل
کود کے انداز میں وہ اس میز کے اس دوسرے سرے کی طرف جا رہا
تھا جدھر اب تک اس کی پشت رہی تھی۔

فیاض خود نہیں سمجھ رہا تھا کہ اس پر آخر یہ کس قسم کا دورہ پڑ
گیا ہے کہ اسکے قدم زمین پر پڑتے نہیں اور وہ پھر اچھل کر مخالف
سمت میں آگے کی طرف چھلانگ لگا دیتا ہے۔

پھر وہ اسی انداز میں میز کے سرے پر پہنچ کر اچکا تھا۔ اور
میز کے سرے پر ہاتھ ٹکائے ہوئے اچک کر میز کے ایک کونے پر
بیٹھ گیا۔

اب اس بڑی ڈائننگ ٹیبل کے ایک سرے پر نواب شیفتہ
درمیانی حصے میں اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے اور ٹھیک سامنے
دوسرے سرے پر عمران۔

بقیہ بھری ہوئی نشستیں اس تھوڑے فاصلے سے شروع
ہو کر نواب شیفتہ تک آباد ہی رہی تھیں۔

اچانک۔۔

پھر وہی غراہٹ ابھری۔ اس مرتبہ آواز پہلے کے
مقابلے میں تیز تھی۔

"میں آ رہا ہوں۔"

اسی ڈھانچے کی خوفناک آواز نے لوگوں کے جسم



میں ایک تھرتھری سی پیدا کر دی۔

اور۔۔۔

ابھی وہ سنبھل بھی نہ پائے تھے کہ اچانک تمام عمارت اندھیرے
میں ڈوب گئی۔

ہال میں تاریکی پھیلتے ہی نواب شیفتہ کی چیخ سنائی دی تھی۔ اور
ساتھ کیروسین لیمپ بجھ گیا تھا۔

پھر ہال میں بہت سی خطرناک چیخیں ابھریں۔ ایسا لگ رہا
تھا جیسے ان میں سے ہر شخص کا کوئی انجانی قوت گلا گھونٹ رہی ہو
اور وہ لوگ دہشت زدہ ہو کر چلا رہے ہوں۔

"فیاض ریوالور سنبھالو اور ٹارچ روشن کرو۔" عمران کی
تیز آواز ابھری۔

پھر اسی اندھیرے میں عمران نے اس بڑی ڈائننگ ٹیبل
پر کھڑے ہو کر فیاض کی مخالف سمت چھلانگ لگا دی اور وہ کسی
سے الجھ پڑا۔

ایسا لگا تھا جیسے وہ کرسیوں سے ٹکراتا ہوا فرش پر
گرا ہو۔

ادھر وہ ٹارچ جس کی طرف اندھیرے میں فیاض
نے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔ شاید کہیں نیچے گر پڑی تھی۔
تمام ہال میں ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔

اس گھرے اندھیرے میں کچھ بھی نہیں دکھائی دے رہا
تھا۔

اور ابھی مشکل سے کوئی ایک منٹ کا مختصر ترین عرصہ گزرا
ہوگا کہ فرش سے آگ کی لپٹیں ابھریں۔ اور فیاض وغیرہ نے
اپنی جگہوں سے مخالف سمت میں اچھل کر چھلانگیں لگائی تھیں۔

یہ آگ.....

کی تیز لپٹیں فرش کے ٹھیک اسی حصے سے ابھری
تھیں جہاں سے کچھ دیر قبل نواب شیفتہ کی چیخ ابھری
تھی۔

آگ کی تیز تیز لپٹیں پھر ایک لمحے کے لئے فرش سے
ابھریں اور وہ ہال کی چھت کی طرف لپکتی ہوئی تیزی سے
غائب ہو گئیں۔

ان حالات میں کسی کے بھی اوسان درست نہیں تھے۔
خواتین کی چیخیں اور بھی جان لیوا ثابت ہو رہی تھیں۔

کیپٹن..... لیمپ روشن کرنے کی کوشش کرو۔

عمران کی آواز ابھری۔

وہ اب بھی اس اندھیرے میں کسی سے گتھا ہوا
تھا۔

اب اس طرف عمران اور کسی اجنبی کے اور کوئی



موجود نہ تھا۔ جدھر سے ایک ایک لمحے کے بعد وہ پراسرار
اور حیرت انگیز آگ کی لپٹیں برابر ابھر رہی تھیں

اور..

محض ان کی وجہ سے کبھی کبھی ہال ایک پل کے لئے روشنی
میں نہا کر پھر تاریکی میں ڈوب جاتا۔

اسی روشنی کا سہارا لے کر فیاض کیپٹن وسیم لیمپ کی طرف
لپکا اور خود کو ان آگ کی لپٹوں کی زد سے بچا کر لیمپ اٹھانے
میں کامیاب ہو گیا۔

نیویارک میں بچہ جیب میں رکھ کر گھومنا قانون کے خلاف ہے۔

**فیاض** نے کیروسین لیمپ روشن کرنے میں دیر نہیں کی۔

لیمپ کے روشن ہوتے ہی فرش سے اٹھنے والی آگ کی بیٹیں غائب ہوگئیں۔

پھر عمران ڈائننگ ٹیبل کے نیچے سے کسی کو گھسیٹتا ہوا برآمد ہوا۔

یہ کرنل محمد علی تھا۔ شاید اندھیرے میں عمران نے اسی پر چھلانگ لگائی تھی۔

اور وہ دونوں ایک دوسرے سے گتھے ہوئے اور لڑتے ہوئے میز کے نیچے گئے تھے۔ ان کے آس پاس رکھی ہوئی کرسیاں ادھر ادھر اوندھی پڑی ہوئی تھیں۔

اچانک ہال دوبارہ روشن ہوگیا۔

عمران نے رومال سے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے ہال کا بغور جائزہ لیا۔ خواتین مسہریوں کے قریب کھڑی ہوئی کانپ رہی تھیں۔ جیمیکا تھرل فرش پر ہی ایک طرف بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ جہاں سے کچھ دیر پہلے نواب شیفتہ کی چیخ ابھری تھی۔ وہاں نواب شیفتہ کا



پتہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہ کرسی موجود تھی جس پر نواب شیفتہ بیٹھے ہوئے تھے۔

ہال کا اندرونی دروازہ بند تھا۔ پھر نواب شیفتہ کی چیخ اور ان کی پراسرار گمشدگی کیا معنی رکھتی تھی ــــ؟ وہ بھی اس کی کرسی کے ساتھ ہی۔

"نواب صاحب غائب ہیں۔"

"کیا وہ آسیبی ڈھانچے کا شکار ہوگئے۔"

ہال کے مختلف گوشوں سے مختلف آوازیں ابھرنے لگیں۔

"نواب صاحب کہاں گئے۔؟"

فیاض نے تشویشناک نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ انہیں آسمان نے اٹھالیا۔" عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"کیا مطلب۔؟"

بیک وقت کئی آوازیں ابھریں۔

"وہ اس آسیبی ڈھانچے کا شکار ہوگئے۔"

"نہیں۔"

نرگسی خانم کی چیخ انتہائی دلخراش تھی اور پھر وہ فرش پر جھولتی ہوئی ڈھیر ہوگئیں ـــــــ ان کے دونوں لڑکے آگے

بڑھے اور انہوں نے آگے بڑھ کر انہیں گرنے سے روک کر ہاتھوں پر سنبھال لیا۔

جوزف اپنی جگہ پر ہی ڈٹا ہوا تھا۔

شاید عمران نے اس کے فرائض میں یہ بھی شامل کر دیا تھا کہ وہ ان خواتین کی نگرانی بھی کرتا رہے۔ جو ہال میں موجود تھیں۔ اور ہال میں اتنے بڑے ہنگامے اتنی افراتفری کے باوجود وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا تھا۔

"کیپٹن فیاض۔ آپ کرنل کو باندھ کر ایک کونے میں پٹک دیجئے"

عمران نے کہا۔

فیاض نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا لیکن عمران وہاں سے ہٹ کر جوزف کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کوئی تکلیف۔"

عمران نے جوزف سے معلوم کیا۔

"حلق سوکھ رہا ہے باس۔"

جوزف کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"میرے ساتھ چل پیارے۔ باہر اب بھی بارش زوروں پر ہو رہی ہے"

"کیا باس"

جوزف نے احتجاجاً اس کی طرف دیکھا۔



"میں چاہتا ہوں کہ تجھے زکام ہو جائے۔ بہت دنوں سے تیرا دماغ کند کند سا ہے"

"نہیں باس، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اور ویسے میرے کپڑے اب تک گیلے ہیں"

جوزف نے کہا۔

"وہ آگ کی لپٹیں اسی لئے تو فرش سے بلند ہوئی تھیں کہ ہم اپنے کپڑے سکھا سکیں۔ بس یہی مجھ سے غلطی ہو گئی ورنہ اب تک ہم لوگوں کے جسم بھی خشک ہو گئے ہوتے"

"میں سمجھ رہا ہوں باس"

جوزف نے گردن ہلاتے بغیر کہا۔

پھر عمران جوزف کو اپنے ساتھ لئے کیپٹن فیاض کے قریب آگیا۔

"میرے اس جیالے کو بہت دنوں سے زکام نہیں ہوا ہے۔ اسلئے میں اسے حویلی کے باہر لئے جا رہا ہوں"

عمران نے کہا۔

فیاض جو کرنل محمد علی کے دونوں ہاتھ پشت پر کس رہا تھا، گردن اٹھا کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ اور بھی کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے"

"اور میں سب سے بڑے حادثے کے رونما ہونے کا منتظر ہوں"

"کرنل کی حراست میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"فی الحال ان کے خلاف یہی جرم عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ معاونت نہیں کی۔"

"کیا کوئی زبردست سازش ہے۔"

فیاض نے پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ یہ قطعی آسیبی ڈھانچے کی انتقامی کاروائی ہے۔ اس لئے صبح ہونے تک بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

ابھی عمران کا جملہ تمام نہیں ہوا تھا کہ پھر وہی بھیانک غراہٹ اور قہقہہ سنائی دیا۔

ایک بار پھر۔

سب لوگ دہشت زدہ ہو کر کانپ گئے اور غیر ارادی طور پر وہ تمام لوگ عمران اور فیاض کے قریب دوڑ سے چلے آئے۔

آنے والوں میں زیادہ تر خواتین تھیں۔

مردوں میں سب ہی لوگ ان کے قریب پہلے ہی موجود رہے تھے۔

"اس رات کی صبح نہیں ہوگی۔"

یہی خطرناک آواز غراتی ہوئی ان کے کانوں سے ٹکرائی۔

"کیا قبر کے مردے بھی آذانیں دینے لگے۔"

عمران نے جھلائے ہوئے لیکن بلند ترین لہجے میں کہا۔

"اس باقی رات میں تم سب لوگ بھی اپنی اپنی قبروں میں آذانیں دینے لگو گے۔"

اسی خوفناک آواز نے جواب دیا۔ عورتیں اور مرد کانپنے لگے تھے۔

"لیکن تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں اس وقت بھی تمہارے سر پر جما ہوا ہوں۔"

"کیا ——؟"

آواز نے چونک کر پوچھا۔

"میں کہہ رہا تھا کہ میں تمہارے سر پر سوار ہوں اور تم اپنا سر جھٹک کر بھی مجھ سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔"

"لیکن تمہاری یہ احمقانہ حرکتیں کچھ ہی دیر کی مہمان ہیں۔ اس کے بعد تم زندہ نہ رہو گے۔"

"اور میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنی سڑتی گلتی ہڈیوں کو تھوڑی بہت انرجی پہنچا لو —— کیونکہ اس مرتبہ تمہیں پیٹھ دکھانے کا بھی موقع نہیں دوں گا

"موقع تم نے نہیں ــــ میں نے تمہیں دیا تھا، تاکہ
تم اپنی موت کے خوف سے یہاں سے بچ نکلو"
ڈھانچے کی آواز آئی۔

"جب تک میں تمہارے ڈھانچے کو تین حصوں
میں تقسیم کر کے الگ الگ دفن نہیں کر دوں گا ــــ یہاں
سے اس وقت تک جانے کا ارادہ ہرگز ہرگز نہیں
رکھتا پیارے ڈھانچے خاں"
عمران نے ہنس کر کہا۔

"ٹھیک ہے ...... تو مرنے والوں میں اب تم بھی
اپنے آپ کو شریک سمجھ لو"
ڈھانچے کی خوفناک آواز سنائی دی۔

"سمجھ لیا ــــ اب پردہ نشین کیا بنے ہوئے
ہو۔۔ مردانگی دکھانے کا اس سے اچھا موقع پھر ہاتھ
نہیں آئے گا ــــ آجاؤ اب میدان میں ذرا میرے
پیارے ڈھینچو"
عمران نے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا"
ڈھانچے کی آواز آئی۔

"ابے اب آ بھی جا۔ کب تک زبانی جمع خرچ کرتا



رہے گا۔

"اچھا"

اور اس کے اس جواب کے ساتھ ھی ہال پھر
مکمل گہری تاریکی میں ڈوب گیا۔

ہال میں اندھیرا ہوتے ہی عمران کے قریب
سے ایک شعلہ لپکا تھا۔

پھر دوسرے ہی میں کیر دسین لیمپ نہ صرف
بجھ گیا تھا ــــ بلکہ اس مرتبہ ایک اور خطرناک چیخ
ابھری تھی۔

عمران نے اندازہ لگایا کہ مرنے والوں میں یقیناً
کوئی مرد ھی تھا۔

ایک بار پھر ہال میں موت کا ہنگامہ شروع ہوگیا تھا۔
کچھ لوگوں نے اندھیرے میں ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش
اور وہ اندھیرے کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے
سے ٹکرا گئے۔ چیخ و پکار ہو رہی تھی۔

اب کیا کہتے ہو مسٹر عمران" وہی خطرناک
آواز ابھری تھی۔

"کیا اب بھی تم کو میری موجودگی کا احساس نہیں
ہو رہا ہے؟"

"میں اس اندھیرے میں کسی کالی بلی کو نہیں ٹٹول سکتا پیارے ڈھینچو۔" یہ کہتے ہی عمران نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی تھی۔

اور۔۔۔

عمران کے اندازے کے مطابق آواز کی سمت ہی ایک شعلہ لپکا تھا۔ مگر اس شعلے کی زد پر کوئی اور آیا تھا۔

یہ دلخراش چیخ کسی مرد ہی کی تھی۔

اگر عمران نے اس جگہ سے لمحہ بھر کے لئے ہی چھلانگ لگا کر ہٹ جانے میں دیر کی ہوتی تو وہ یقیناً موت کی آغوش میں پہنچ گیا ہوتا ۔۔۔

عمران نے اس بات کا بخوبی اندازہ کر لیا تھا کہ وہ بے آواز شعلہ کس طرح طرف سے لپکا تھا جس کی زد میں آ کر یہ دوسری چیخ ابھری تھی۔

ابھی وہ اپنی جگہ جامد و ساکت ہی کھڑا ہوا تھا کہ وہی آواز پھر ابھری۔

"کیا کہتے ہو مسٹر عمران ۔۔۔ کیا میں اب بھی تم لوگوں کے درمیان نہیں ہوں ۔۔۔ خیر میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ اس وقت میں نے اپنے آپ کو ہال میں موجود کسی ایک زندہ شخصیت کے جسم داخل کر لیا ہے ۔۔۔ اب



اگر تم چاہو تو مجھ پر ہاتھ ڈال کر دیکھ لو۔"

ہال میں ایک دم موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔

عمران بھی خاموش تھا۔

"کیوں خطرناک احمق، خاموش کیوں ہو؟!"

آواز نے پھر عمران کو للکارتے ہوئے مخاطب کیا۔

"کیا تم نے چوڑیاں پہن لی ہیں ۔ اب میں پیٹھ دکھا رہا ہوں یا تم ۔۔۔ بولو؟"

پھر مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔

"شاید تم اس غلط فہمی میں ہو کہ اس گہری تاریکی میں رہ کر تم میری نظروں میں نہیں آ رہے ہو۔ لیکن یہ تمہاری بھول ہے میں ضرورت پڑنے پر ایک کا جسم چھوڑ کر دوسرے کے جسم میں حلول کرتا رہوں گا ۔۔۔ ان لوگوں کے ساتھ تم بھی نہیں بچ سکتے۔ ہاں ۔۔۔ تم سن رہے ہو عمران؟"

اور اس کے بعد آواز کے خطرناک قہقہے بکھرنے لگے تھے۔

اس کے یہ قہقہے انتہائی خطرناک تھے ۔۔۔ وہ سب موت کی اس پراسرار اور دہشتناک تاریکی میں ایک ایسے ہال میں بند تھے جو کسی بھی وقت، کسی بھی

لمحے ان کی زندگیاں ختم کرسکتا تھا۔

وہ خطرناک آواز پھر آئی۔

"تم لوگ نواب شیفتہ کا حشر دیکھ چکے ہو ـــ اسے گوشۂ قبر بھی نصیب نہیں ہو سکا ـــ ابھی ابھی تم ہی میں سے دو اور جہنم کے کندے بن چکے ہیں۔ باقی لوگوں کی موت بھی اب صرف چند گھنٹوں کے اندر اندر واقع ہو جائے گی۔ تم میں سے کوئی اس صبح کو خوش آمدید نہیں کہہ سکے گا۔ جس کے انتظار میں یہ رات تمہارے لئے ایک صدی کی رات ـــ اور یہ ہال زندگی کا مقبرہ بنا ہوا ہے ـــ لیکن میرا انتقام ـــ کتنا بھیانک ہے۔ یہ لوگوں نے سوچا بھی نہیں ہوگا۔ اب کچھ دیر بعد تم لوگ اپنی اپنی موت کے لئے تیار رہنا۔"

آواز غائب ہوگئی۔

اور آواز کے ساتھ ہی اندھیرا بھی فنا ہوگیا۔

اچانک روشنی کی واپسی نے ان دہشت زدہ لوگوں کی آنکھیں چندھیا دی تھیں۔

کیپٹن فیاض کی سٹی گم تھی ـــ اور اب وہ بھی ایسا محسوس کر رہا تھا کہ جیسے اس کی موت اسے یہاں پر گھسیٹ کر لائی ہو ـــ

ایک دوسرے کے بچھڑے برسوں کے بیمار دکھائی دے رہے تھے۔

اور ان میں سے ہر ایک ـــ یا کسی ایک میں بھی اتنی وہ ان دو مردہ جسموں کو ہی قریب سے دیکھ لیتا۔ جو اب سے کچھ دیر پہلے ان ہی کی طرح زندہ تھے اور ان کے شناسا یا عزیز بھی تھے ـــ ان میں سے ایک لاش نواب کے سالے کی تھی۔ اور دوسری لاش نواب کے سب سے چھوٹے لڑکے کی تھی۔ جس نے حویلی کے آس پاس پھیلے ہوئے طویل و عریض باغ کا کاروبار سنبھال رکھا تھا۔

ہال روشن ہو جانے کے بعد ان میں سے اب تک کسی نے بھی ایک دوسرے سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ سب خاموش تھے۔

بس ان لوگوں کی مایوس اور خوفزدہ نگاہیں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔

شاید ان لوگوں میں بات کرنے تک کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔

وہ لوگ زندہ ہو کر بھی مردوں کی طرح تھے۔ اور یہ ہال واقعی زندگی کا مقبرہ بنا ہوا تھا۔

ہال روشن ہوتے ہی کیپٹن فیاض کی نگاہیں عمران کی

تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگیں۔

لیکن!

وہ ہال سے غائب

البتہ پرنسپل عبدالغفور، جسے وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ مارے خوف کے اور دہشت کے وہ بے ہوش ہو گیا ہے، بیہوش ہونے کے باوجود بھی اس کے دونوں ہاتھ پشت پر جکڑے ہوئے تھے۔

پھر فیاض کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ حرکت عمران کی ہی تھی۔

لیکن وہ اچانک اس اندھیرے میں کدھر غائب ہو گیا تھا؟

یہ سوال بار بار اس کے ذہن میں چکر کاٹ رہا تھا۔

تقریباً پندرہ بیس منٹ کے بعد ہال کا اندرونی۔۔ دروازہ دھیرے دھیرے کھلنا شروع ہوا ـــــ اور ان لوگوں کی نگاہیں ادھر اٹھ گئیں۔ ساتھ ہی ان کی جانیں نکلنا شروع ہو گئیں۔

لیکن اندر داخل ہونے والا عمران ہی تھا۔ اس نے ہال میں داخل ہوتے ہی اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے ان لوگوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

اور دوسرا اشارہ ہاتھ سے ہوا تھا۔ جس کا مقصد یہ



تھا کہ وہ سب لوگ احتیاط کے ساتھ یہاں سے باہر نکل چلیں۔

پھر یہی ہوا۔

وہ تمام زندہ افراد، روشنی کے باوجود احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے عمران کے قریب پہنچ گئے۔

اور ان کو عمران باہر راہداری میں لے آیا ـــــ اس کے بعد اس نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا۔

عمران کی قیادت میں وہ سب لوگ خاموشی سے راہداری طے کرتے رہے۔

وہ ان کو حویلی کے پچھلے حصہ میں لے جا رہا تھا۔

آنگن اور برآمدہ طے کرنے کے بعد وہ اس اندھیرے میں ڈوبے ہوئے کمرے کے دروازے پر ٹھہر گیا جو اسٹور روم کا کام دیتا تھا۔

عمران نے آہستگی کے ساتھ دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ سوئچ آن کرتے ہی کمرے میں ہلکی روشنی پھیل گئی۔

کمرہ خاصا کشادہ تھا ـــــ اور اس میں رکھے ہوئے سامان کے باوجود اس میں اتنی گنجائش تھی کہ وہ لوگ آسانی سے اس میں پناہ لے سکتے تھے۔ البتہ یہاں بیٹھنے کے لئے کوئی معقول چیز دستیاب نہیں تھی ـــــ

"آپ سب کو اسی کمرے میں پناہ لینا ہے" عمران نے

مدھم لہجے میں کہا۔

"اور جہاں تک ممکن ہو لائٹ آف ہی رکھیں ـــــ اور کپتان صاحب ـــــ!" اس نے فیاض کو براہ راست مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے ساتھ آئیے۔ ہم نرگسی خانم اور جیمیکا ترل کو یہاں لے آئیں جو وہاں بے ہوش پڑی ہیں۔"

پھر وہ جوزف سے مخاطب ہوا۔

"تم یہیں رہو گے۔"

"او کے باس۔"

جوزف مستعدی سے بولا۔

مُدّت کے بعد دو دوست ملے، ایک نے پوچھا۔ "یار! تمہارے وطن میں موسم کیسا ہے؟"
"کیا بتاؤں، دوست!" دوسرے نے کہا۔ "ایسی سردی پڑتی ہے، ایسی سردی ہوتی ہے کہ اُس کے تصوّر ہی سے پسینے چھوٹنے لگتے ہیں۔"





**پھر۔۔۔۔**

وہ دونوں کمرے سے نکل آئے ـــــ اور بے آواز قدموں سے واپس راہداری میں چل پڑے۔

"سوپر فیاض ـــــ" عمران نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔

"معاملہ بہت خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے۔"

"اب اس میں کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ کیوں نہ ہم ان سب لوگوں کو لے کر حویلی سے فرار ہونے کی کوشش کریں۔"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ باہر نکل کر اتنی دیر بھی زندہ رہ سکو گے سوپر فیاض۔"

فیاض خاموش رہا۔

"تم کہاں غائب ہو گئے تھے ۔۔۔۔؟" چند لمحے رک کر فیاض نے اس سے پوچھا۔

"ان سب کے لئے محفوظ مقام تلاش کرنے اور۔۔۔"

عمران نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اس نے رکتے ہوئے کچھ سننے کی کوشش کی تھی۔

اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اس نے پھر کہا۔

"ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا سوپر فیاض۔"

"تم اپنی غیر حاضری کے بارے میں بتا رہے تھے۔"

فیاض نے یاد دلایا۔

"اوہ ۔۔۔ وہ پھر اور کسی وقت پر اٹھا رکھو۔"

"کیا مطلب ۔۔۔؟" فیاض اسے حیرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"یہ وقت مطلب بتانے کا بھی نہیں ہے پیارے۔ کیونکہ نرگسی بیگم کو اٹھانا ہے۔"

"ہم۔" فیاض خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد وہ لوگ خاموشی سے راہداری طے کرنے لگے۔

ہال کے دروازے پر پہنچ کر عمران نے احتیاط سے دروازے کا ہینڈل سرکایا۔ اور پھر خفیف سی دراز



پیدا کر کے اندر جھانکنے لگا۔

اپنا اطمینان کر لینے کے بعد وہ لوگ اندر داخل ہو گئے۔

پھر جس قدر جلد ممکن ہو سکتا تھا، ان دونوں نے نرگسی خانم اور جمیکا تھرل کو اپنے کاندھوں پر لادا اور واپس چل پڑے۔

ہال سے باہر نکلنے کے بعد عمران نے دوبارہ دروازہ بند کیا اور چل پڑا۔

واپسی پر وہ اور بھی تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ البتہ فیاض کو ذرا دشواری پیش آ رہی تھی۔

تمام راہداری خاموشی اور خیریت سے ہی طے ہوئی تھی۔

جوزف دروازے پر ہی ڈٹا ہوا تھا۔ اس نے انہیں اندر داخل ہونے دیا۔ اور دروازہ دوبارہ بند کر لیا۔

"لائٹ۔"

عمران نے آہستہ سے کہا۔

اور جوزف نے آگے بڑھ کر سوئچ آن کر دیا۔

کمرے میں دھندلی روشنی پھیل گئی۔

عمران اور فیاض نے نرگسی خانم اور جمیکا تھرل کو ایک دیوار کے قریب فرش پر لٹا دیا۔

"کیا ہم لوگ یہاں محفوظ رہ سکیں گے۔؟" نواب شیفتہ کے منچلے لڑکے نے عمران سے پوچھا

"اگر محفوظ نہ بھی رہ سکیں تو جائیں کہاں۔؟"

عمران کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"ویسے میں آپ کو اسی مقصد سے یہاں لایا ہوں۔" عمران نے مزید کہا۔

"اچھا کپتان صاحب ۔۔۔!" اس مرتبہ عمران نے فیاض کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

"اب میں یہاں سے کھسک لینا چاہتا ہوں۔"

"کیا مطلب ۔۔۔؟" فیاض چونک کر حیرت سے بولا۔

"مطلب مت پوچھو پیارے کپتان صاحب۔"

"بکو مت۔" فیاض آہستہ سے غرایا۔

"وہ ڈھانچہ ایک قبر میں ٹانگیں پسارے آرام کر رہا ہے۔"

"کیا۔" فیاض حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں ۔۔ میرا یہی خیال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی صرف بیٹھا ہوا ہی ہو ۔۔۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔۔؟"

عمران نے پھر سب کو بری طرح چونکا دیا تھا۔ اور وہ سب نیم مردہ ہو کر بھی اس کی باتیں حیرت زدہ ہو کر سننے پر



مجبور تھے۔

"فی الحال میرا ارادہ یہی ہے کہ صبح ہونے سے قبل ۔۔۔ میں خود اسے جالوں ۔۔۔۔ یہ کہاں تک مناسب ہے کہ وہ ہر بار خود ہم تک پہنچتا ہے۔"

"ہوں ۔۔۔۔ تو پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔" فیاض نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ صرف جوزف کو میں اپنے ساتھ لئے جا رہا ہوں ۔۔۔ تمہارا ان لوگوں کے درمیان رہنا ضروری ہے ۔۔ ورنہ ۔۔۔ یہ لوگ اس حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ ایسی ویسی معمولی بات پر دم توڑ دیں گے۔"

عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کیا جوزف کو یہاں نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

"نہیں۔"

"کیوں نہ ۔۔۔"

عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"یہ وقت باتوں میں برباد کرنے کا نہیں ہے سوپر فیاض ویسے میں جانتا ہوں تمہاری انگلیوں میں تناؤ پیدا ہو رہا ہے اور تم اس کا گلا گھونٹ دینا چاہتے ہو ۔۔ مگر حالات فی الحال اس کی اجازت نہیں دیتے۔"

"ٹھیک ہے۔ کیپٹن فیاض پرسوچ انداز میں سر ہلا کر آہستہ سے کہا۔

"یہاں اب اگر کوئی نئی صورت حال پیش آئی تو اس سے میں نپٹ لوں گا۔"

"ہاں..... اسی لئے میں ان لوگوں کو تمہارے سپرد کئے جا رہا ہوں پیارے فیاض جاپانی۔" عمران نے یہ بات آہستہ سے کہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں ادھر سنبھال لوں گا۔"

فیاض نے سینہ پھلاتے ہوئے ایک شان سے کہا۔

اور عمران جوزف کی طرف گھوم گیا۔

"اے سیاہ رات کے سفید فام شہزادے،... چل آج میں تیری شادی سورج کی بیٹی سے کراؤں گا۔"

عمران نے جوزف کے شانے پر آہستہ سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا مذاق باس —— شادی کے نام پر جوزف برا سا منہ بناتے ہوئے احتجاج کیا تھا۔

"مذاق نہیں میں سچ مچ تیری شادی کرانا چاہتا ہوں پیارے۔"

"میں شادی نہیں کروں گا باس۔"



"شادی تو تجھے کرنی پڑے گی... کیونکہ تیرے باپ نے بھی شادی کی تھی۔"

"باس.... میرا حلق —"

"مجھے معلوم ہے کہ تیرا حلق خشک ہو رہا ہے۔ فکر مت کر میرے پیارے۔ آ... پہلے میں تیری پیاس بجھاؤں گا پھر شادی کے بارے میں سوچوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے عمران نے اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

اور وہ دونوں اس کمرے سے باہر نکل آئے

**عمران**، جوزف کو اپنے ساتھ لئے بے آواز قدموں سے راہداری طے کر رہا تھا۔

یہاں ایک لمحے کے لئے رک کر اس نے ان کمروں پر نظر ڈالی جو ہال کی مخالف والی رو میں تھے اور جن میں حویلی سے متعلقہ ملازمین کو منتقل کیا گیا تھا جو اسی حویلی کے جنوبی حصے میں رہتے تھے۔ اس کے

بعد وہ راہداری طے کر کے حویلی کے صدر دروازے، جو بیرونی دروازہ تھا کے قریب پہنچ گیا۔

یہاں ٹھہر کر اس نے دروازے سے کان لگا کر کچھ سن گن لینے کی کوشش کی ـــــ پھر وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا ـــ اور جوزف کے باہر آجانے کے بعد دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔

باہر گہری تاریکی تھی جس نے ان دونوں کو اپنے سیاہ وجود میں جذب کر لیا تھا۔

عمران اندازے کے مطابق حویلی کی شمالی سمت میں چل پڑا تھا۔

جوزف اس کے ساتھ قدم ملائے چل رہا تھا۔ بارش تیز تھی اور اس کے شور میں ان کے قدموں سے پیدا ہونے آواز کے ابھرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"ہم کہاں چل رہے ہیں باس۔؟"

جوزف نے سرگوشی کے لہجے میں پوچھا۔

"بس یہ مت پوچھ ـ اور چپ چاپ چلا چل پیارے ـــ اور دیکھتا جا کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے" عمران نے کہا۔

"مگر باس ـــ" جوزف نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر



عمران نے فوراً ہی اس کی بات کاٹ دی تھی۔

"بس خاموش رہ ـــ یہ وقت کچھ کہنے یا سننے کا ہرگز نہیں ہے۔"

"او کے باس" جوزف خاموش ہو گیا اور اس کے ساتھ چلتا رہا۔

پھر عمران ایک جگہ ٹھہر گیا۔

یہاں سے حویلی کی حدود ختم ہو رہی تھیں اور چھوٹے چھوٹے درختوں کا سلسلہ شروع ہونے جا رہا تھا۔

عمران نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی پینسل ٹارچ نکالی اور کلائی پر بندھی ہوئی رسٹ واچ پر نظریں ڈالیں۔

دراصل یہ گھڑی نہیں تھی بلکہ ایک جدید قسم کا سمت نما آلہ تھا۔ جو بظاہر ایک رسٹ واچ کی ساخت اور شکل کا تھا۔

اس میں لگا ہوا بڑا کانٹا سمت بتاتا تھا اور چھوٹا کانٹا اس فاصلہ کو ـ ـ ـ جس سے اسی کا دوسرا آلہ دور رہتا تھا ـــ اس جدید قسم کی ساخت کے دو آلے ایک دوسرے کے لئے کام کرتے تھے اور ایک دوسرے کے لئے سمت اور فاصلے ظاہر کرنا ہی ان کا کام تھا۔ لہٰذا

عمران اسی وقت اسی دوسرے آلہ کے فاصلہ اور سمت
کے متعلق جاننا چاہتا تھا۔

اس نے پھر فوراً ہی جیبی ٹارچ کو واپس اپنی جیب
میں پہنچا دیا۔ اور جس سمت میں وہ اب تک چل رہا تھا، اسی
طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

اس سلسلے میں حال میں اس نے کیپٹن فیاض کو
یہ مغالطہ دے کر وقت معلوم کیا تھا کہ اس کی گھڑی
بند ہو گئی ہے۔

اب وہ دونوں لان کی حدود سے گزر کر باغ کی حدود
میں قدم رکھ چکے تھے۔

کچھ دور نکل آنے پر عمران نے اپنے ہونٹ دائرے
کی شکل میں سکوڑتے ہوئے ہلکے سروں میں سیٹی
سی بجائی۔

اور...

ایک لمحہ ٹھہر کر اس نے ردِ عمل محسوس کرنے
کی کوشش کی ـــــ اور پھر چل پڑا۔

تقریباً تیس قدم اور آگے بڑھنے کے بعد
اس نے پھر وہی حرکت کی۔

اور ردِ عمل محسوس کرنے کے لئے ہمہ تن گوش



ہو گیا۔

پھر اس نے قریب ہی کے ایک چھوٹے سے
درخت کے پاس سے جواباً وہی آواز سنی ـــــ اس نے
جوزف کا ہاتھ تھاما اور ادھر ہی بڑھ گیا۔

عمران نے بلیک زیرو کو چند ضروری ہدایتیں دی تھیں
اور بلیک زیرو نے ان ہدایتوں کو صفدر۔ خاور۔ نعمانی
اور جولیا تک پہنچا دیا تھا۔

اور...

یہی وجہ تھی کہ اب وہ لوگ ادھر ادھر فاصلے پر
بکھرے ہوئے تھے۔

یہ الگ بات ہے کہ اپنی جگہ، ان میں سے ہر ایک
ممبر جھنجھلایا ہوا تھا۔ اور دل ہی دل میں ایکسٹو کو گالیاں
دے رہا ہو۔ اور عمران کا انتظار کرنا پڑا ہو۔

کیونکہ انہیں اس طرح بکھر جانے کے بعد حالات
پر نظر رکھنا تھی اور عمران کا انتظار کرتے رہنا تھا۔

یہاں صفدر موجود تھا۔ اور اس چھوٹے سے
درخت کے قریب عمران کا منتظر تھا۔

اندازے کے مطابق عمران نے وہاں
پر پہنچ کر کہا۔

"کیا لے آئے ہو ۔۔۔ ؟"

"ہاں ۔۔۔"

جواب ملا۔

"گڈ ۔۔۔ اور کوئی خاص بات ۔۔۔ ؟"

عمران نے پوچھا

"میں نے ادھر کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا"

صفدر نے جواب میں کہا

یہ گفتگو بہت محتاط رہ کر کی جا رہی تھی۔

"لاؤ، وہ چیز کہاں ہے ۔۔۔ ؟"

ایک لمحے کی خاموشی کے بعد عمران نے کہا۔

"یہ رہی ۔۔۔" یہ کہتے ہوئے صفدر نے ایک بوتل عمران کو تھما دی تھی۔ اور عمران نے اسے جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ابے او بلانوش ۔۔۔ اسے ایک ہی سانس میں چڑھا جا۔"

"شکریہ باس ۔۔۔" جوزف نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے جواب میں کہا۔ اور پھر اس نے بوتل کا کارک کھول کر ایک ہی سانس میں پوری بوتل اپنے معدے میں انڈیل لی تھی۔



"حلق تر ہو گیا ۔۔۔" عمران نے اس سے پوچھا۔

"یس باس ۔۔۔ خوب تر ہو گیا ۔۔۔" جوزف نے خالی بوتل قریب کی جھاڑیوں میں پھینکتے ہوئے کہا۔

"چلو ۔۔۔"

عمران نے کہا اور وہ تینوں اب ایک ساتھ چل پڑے۔

کچھ دور چلنے کے بعد انہیں جولیا بھی مل گئی ۔۔۔ وہ بھی اس مخصوص اشارے پر ہی ان کے قریب آئی تھی۔ اس کے قریب آنے پر عمران نے سرگوشی کی۔

"ہیلو جولیا ۔۔۔ ہپ ۔۔۔ جولیا ۔۔۔ یہاں تمہاری ملاقات کسی بھوت سے تو نہیں ہوئی تھی۔"

"میں اس جن کا انتظار کر رہی تھی جو اس وقت مجھ سے ہمکلام ہے۔"

جولیا کی مدھم آواز میں غصہ کی جھلک نمایاں تھی۔

"یہ تمہارا باس بھی سنکی ہے ۔۔۔" عمران نے اس کی بات ان سنی کر کے کہا

"بھلا یہاں تم لوگوں کی مٹی پلید کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ میں تو تفریحی موڈ میں تھا۔ اس لئے اس طرف چلا آیا۔"

"آخر معاملہ کیا ہے ۔۔۔ ہم لوگ دن میں بھی

اس طرف کا جائزہ لینے کے لئے بھیجے گئے تھے۔"

صفدر نے پوچھا

"کنفیوشس نے کہا ہے کہ اگر چند نادان کوئی احمقانہ سوال کریں تو ان کے سوال پر ــــ اپنا سر دھننے سے بہتر ہے کہ اسے مسکرا کر ٹال جاؤ۔

عمران نے درویشانہ لہجے میں کہا۔ اور صفدر جھنا کر خاموش ہو گیا۔

پھر عمران نے جولیا سے پوچھا

"یہاں تمہاری ملاقات کسی سے نہیں ہوئی؟"

"ایک ہلکی سی آہٹ سے ــــ شاید کوئی میرے قریب سے ہو کر گزرا تھا۔"

جولیا نے آہستہ سے جواب دیا

"ہوں ــــ دیر ہو گئی ہو گی ــــ" عمران نے پرسوچ انداز میں کہا۔

"ہاں ــ کافی دیر ــ جولیا بولی۔

عمران نے پھر جیب سے وہ ننھی سی ٹارچ نکالی اور کلائی پر بندھی گھڑی نما چیز پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد اس نے ٹارچ بجھا کر اپنی جیب میں ڈال لی۔ پھر اس نے جیب میں سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پھاڑا اور ایک پیس



منہ میں ڈال کر دانتوں سے کچلنے لگا۔

"کیا وقت ہوا ہے ــ؟" صفدر نے پوچھا

"بڑا نازک وقت ہے پیارے صفدر ایرانی۔"

عمران چیونگم چباتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب ــــ؟

"میری گھڑی بند ہے پیارے ــــ" عمران نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــ

"آؤ ــ" عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

مصنف
ایچ۔ اقبال

# حویلی کی موت

**سیٹھ** صاحب کی کوٹھی پر ایک آدمی پہنچا اور اُن سے کہنے لگا۔ "آپ کے لڑکے کو میری بیٹی اپنا دِل دے بیٹھی ہے اور اسی سے شادی کرنے پر بضد ہے۔ آپ مجھے اپنی تمام آمدنی بتائیں تاکہ میں اپنی بیٹی کو اُس سے پانچ گُنا زیادہ جہیز دے سکوں۔"

سیٹھ صاحب نے فوراً اپنے سارے کھاتے کھول دیے اور حساب کتاب بتا کر کہنے لگے۔ "شادی کی بات پکّی کر لیجیے۔"

اُس آدمی نے اطمینان سے جواب دیا۔ "میں لڑکی والا نہیں، اِنکم ٹیکس والا ہوں۔"

**اور** وہ لوگ عمران کی قیادت میں آگے بڑھنے لگے۔

اس مرتبہ عمران بہت زیادہ محتاط نظر آرہا تھا۔

آگے چل کر ان میں دو کا اور اضافہ ہوگیا تھا ــــ یہ خاو... اور نعمانی تھے۔

"کوئی خاص بات ــــ

"ہاں۔ ادھر جھاڑیوں میں بہت دیر پہلے کھڑ کھڑ... سی ہوگئی تھی۔"

خاور نے جواب دیا۔

عمران نے جواباً کچھ نہیں کہا۔ وہ اس وقت ان جھاڑیوں... میں سب کے بیچ گھرا ہوا تھا ــــ اس نے پھر...

جیبی ٹارچ کی روشنی رسٹ واچ پر ڈالی ـــــ

دونوں سوئیاں ایک دوسرے پر لرز رہی تھیں۔

"ایک بات غور سے سب لوگ سن لیں" ـــ عمران نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــ؟"

"جب تک میں نہ کہوں ... کوئی گولی نہ چلائے گا... البتہ زور آزمائی اور ہاتھا پائی کی آپ لوگوں کو پوری پوری اجازت ہوگی ـــــ اب میرے پیچھے ان جھاڑیوں میں داخل ہوتے جانا ہے ـــــ ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لو اور بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

عمران نے ہدایت دی۔

پھر.....

عمران احتیاط سے آگے بڑھا ..... اور جھاڑیوں میں گھسنے لگا۔

جیبی ٹارچ کی نہایت مدھم روشنی سے ھی وہ اپنا کام چلا رہا تھا۔ بقیہ لوگ لائن ڈوری کی شکل میں اس کے پیچھے تھے۔

چونکہ ہوا تیز تھی۔ اور ہوا کی تیزی ھی کی وجہ سے جھاڑیاں آپس میں ٹکرا رہی تھیں۔ اس کے باوجود



وہ لوگ انہیں سرکانے میں احتیاط سے کام لے رہے تھے۔

پھر....

وہ ایک ایک کر کے جھاڑیوں سے گزرتے ہوئے اندر آ گئے۔

ڈھلتی ہوئی رات کے اس حصے میں تاریکی کے باوجود اتنی سیاہی باقی نہیں رہی تھی کہ دو چار قدم کے فاصلے پر وہ ایک دھندلائی قبر نہیں دیکھ سکتے تھے۔

اونچی اونچی جھاڑیوں کے درمیان گھری ہوئی سفید قبر تھی۔

قبر کے آس پاس کا فرش نما چبوترہ بھی پختہ بنا ہوا تھا۔

ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف حیرت بھرے انداز میں دیکھا۔

لیکن عمران محویت کے عالم میں اس قبر کا بغور جائزہ لے رہا تھا ..... اس نے ایک جگہ ٹھہر کر دوبارہ کلائی پر ٹارچ سے روشنی ڈالی ـــــ اور واپس قبر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

بقیہ لوگ سب کے سب بے حس و حرکت کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر اب بھی حیرت کے آثار

پھیلے ہوئے تھے۔

عمران قبر کی سطح پر ہاتھ پھیرتا پھر رہا تھا ـــــ اس طرف سے مایوس ہو کر اس نے چبوترے پر بھی وہی عمل کیا۔

اپنا ایک چکر مکمل کر لینے کے بعد وہ احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے کچھ سوچتا رہا۔ اور جھکے جھکے ادھر ادھر کچھ دیکھنے لگا۔

پھر وہ اپنا سر جھٹکتے ہوئے صفدر کی طرف بڑھا اور جیبی ٹارچ اس کی طرف بڑھا کر اسے قریب رہنے کا اشارہ بھی کیا۔

صفدر اس کے قریب آ گیا

عمران بلی کی طرح چلتا ہوا قبر کے سرہانے پہنچا اور قبر کے سرہانے لگے ہوئے اس پتھر کو دیکھنے لگا جو کتبے کی حیثیت رکھتا تھا۔

صفدر اس ننھی سی ٹارچ سے اس کتبے پر روشنی ڈال رہا تھا اور عمران چبوترے پر لیٹ کر اس کتبے کی جڑیں اپنی انگلیوں سے ٹٹول رہا تھا ـــــ لیکن اسے اس طرف سے بھی مایوسی ہی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو ـــــ" جولیا جو اب تک خاموش کھڑی تھی حیرت سے بولی۔

"چپ رہو.... قبر کھول کر مردے کا کفن چرانے کی کوشش کر رہا ہوں.... اب میں نے یہی دھندہ شروع کر دیا ہے.... بڑا اچھا دھندہ ہے۔"

عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا بکواس ہے ـــــ" جولیا منہ بنا کر جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"اچھا بس خاموش رہو اور مجھے اپنا کام کرنے دو۔"

"جہنم میں جاؤ ـــــ" جولیا جھلا گئی۔

"تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا وہاں بھی۔ اکیلے میرا دل نہیں لگے گا جہنم میں۔"

عمران نے کہا اور پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا کچھ دیر کے بعد اس نے کتبے کے دونوں اوپری کونوں کو پکڑ کر موڑنے کی کوشش کی

کتبے کے پتھر میں ہلکی سی جنبش ہوئی ـــــ اور اس جنبش کے ساتھ ہی قبر کے اوپری حصے میں بھی ہلکی سی حرکت پیدا ہوئی۔

عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

پھر وہ دھیرے دھیرے اس کتبے کو داہنی جانب موڑنے لگا۔ اور قبر ایک طرف سے نیچے سے اوپر کی طرف اٹھ کر ترچھی ہونے لگی۔

چند لمحات کے بعد ہی وہ قبر ایک طرف کو اٹھ کر رک گئی اور قبر کے ہٹنے سے جس حصے میں خلاء پیدا ہو گیا تھا اس میں سے نہایت ہلکی ہلکی روشنی نکل کر باہر پھیلنے لگی۔

"پیارے صفدر ایرانی" عمران نے صفدر کی جانب مڑ کر کہا۔

"یس سر" صفدر مستعدی سے بولا۔

"بس... اب یہ ٹارچ بجھا کر میرے حوالے کر دو کیونکہ اب اس کا کام ختم ہو گیا ہے۔"

"او کے سر۔ یہ لیجئے۔" صفدر نے ٹارچ بجھا کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے ٹارچ لے کر جیب میں ڈال لی۔ اور قبر کے اس روشن حصے کی طرف بڑھنے لگا۔

اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اس نے قبر کے اندر جھانکا۔

اندر زینہ دکھائی دے رہا تھا ــــــ عمران نے



گردن اٹھا کر ان لوگوں کو اشارہ کیا۔ اور سب سے پہلے خود دھیرے سے اس قبر میں اتر گیا۔

اور اب اس نے جیب سے ریوالور بھی نکال لیا تھا۔

وہ سب لوگ بھی ایک کے بعد ایک کر کے قبر میں اترنے لگے۔

عمران نے دوبارہ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد وہیں رک کر حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔

لیکن سیڑھیوں کے خاتمے تک نہ کوئی نظر ہی آ رہا تھا اور نہ کسی قسم کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ نیچے اتر گیا۔ بقیہ افراد نے بھی اس کی تقلید کرنے میں دیر نہیں کی تھی۔

اور پھر زینے کے اختتام پر ایک سرنگ شروع ہو گئی تھی اور اس کا رخ اسی سمت تھا کہ جدھر حویلی تھی۔

سرنگ کے اندر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کم روشنی والے زیرو پاور کے بلب لگے ہوئے تھے۔

اور ان سے پھوٹتی ہوئی زرد زرد سی روشنی کا

عکس ہی قبر کو پر نور کئے ہوئے تھا۔

یہ سرنگ اتنی چوڑی تھی کہ اس میں بیک وقت تین آدمی ایک ساتھ آسانی سے چل سکتے تھے

عمران نے اندازہ لگایا کہ یہ سرنگ حویلی کی تعمیر کے وقت ہی بنی ہوگی۔

وہ ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے تھے۔ بے آواز قدم اٹھاتے ہوئے ــــ چپ چاپ اور احتیاط سے۔

سرنگ بالکل سیدھی ہوگئی تھی ..... اور۔ فی الحال اس کا اگلا سرا دکھائی نہیں دے رہا تھا

"یہ سرنگ ہے یا شیطان کی آنت ــــ"

دفعتاً نعمانی بول پڑا

"شیطان کی آنت ہوتی ہی نہیں ...... ہاں یہ سرنگ تمہاری آنت کے برابر ہو سکتی ہے"

عمران نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"لاحول ولاقوۃ .... آپ سے تو بات کرنی ہی حماقت ہے" نعمانی نے برا سا منہ بنایا۔

"بے شک .... بے شک ــــ"

عمران درویشانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا بولا۔ پھر وہ



خاموش ہو کر آگے بڑھنے لگا۔

یہاں ایک بات سب ہی نے محسوس کی تھی اور وہ یہ کہ ــــ ان لوگوں کو کسی قسم کی گھٹن کا احساس قطعی نہیں ہو رہا تھا۔

لیکن ۔

عمران اس سرنگ کے فرش پر ان گیلے قدموں کے نشانات دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا، جواب تک خشک نہیں ہوئے تھے ــــ اور یہ بات اس کے لئے بڑی حد تک قابل اطمینان تھی۔

اندازاً ان لوگوں کو اتنی ہی دور دوبارہ چلنا پڑا تھا جتنا فاصلہ وہ حویلی سے یہاں تک طے کر کے آئے تھے۔

اور پھر ..

اس زمین دوز راستے کا اختتام پھر ان زینوں کی طرف ہوا جو نیچے کی طرف گئے تھے۔

عمران نے اس آخری حصہ میں ٹھہر کر آگے کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔

زینے کے اختتام سے ایک برآمدہ نما کمرہ شروع ہوتا تھا ــــ ایک طرف کرسی رکھی ہوئی تھی ــــ لیکن یہ حصے کسی انسانی وجود سے آباد نہیں تھے ــــ البتہ

اس کشادہ برآمدے کے دائیں جانب ایک دروازہ تھا جسے بھیڑ دیا گیا تھا ـــــ کیونکہ اس کی دراز سے تیز تیز روشنی باہر آ رہی تھی۔

عمران اپنا اطمینان کر لینے کے بعد آگے بڑھا۔ ریوالور پر اس کی گرفت سخت تھی۔

جولیا۔ صفدر، نعمانی۔ اور خاور بہت احتیاط سے عمران کے پیچھے چل رہے تھے۔ وہ لوگ بہت زیادہ حیرت زدہ تھے۔

کیونکہ ایک تو وہ لوگ اس معاملے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ اس پر اچانک اور غیر متوقع طور پر عمران کے ساتھ قبر کے راستے انہیں یہاں داخل ہونا پڑا تھا۔ اور ۔۔۔۔۔ آگے انہیں کن حالات اور واقعات سے دوچار ہونا تھا ـــــ ان خیالات نے انہیں زبردست حیرت میں ڈال رکھا تھا۔

البتہ وہ سب محتاط اور چوکنا تھے۔

جوزف جو عمران کے پیچھے تھا، کسی بلی کی طرح چوکنا ہو کر چل رہا تھا۔ اب وہ نہایت چوکس اور پھرتیلا نظر آ رہا تھا ـــــ غالباً شراب کی بوتل نے اس کے اندر ایک نئی روح بھر دی تھی۔



"ابے چاندنی رات کے سیاہ فام بیٹے ـــ!"

دفعتاً عمران چلتے چلتے رک کر جوزف سے سرگوشیانہ لہجے میں مخاطب ہوا۔

"یس باس"

"اگر مردہ اچانک تجھ سے لپٹ جائے تو ـــ؟"

"سالے کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا"

"گڈ" عمران نے کہا پھر وہ دروازے کے قریب پہنچ کر ٹھہر گیا اور کمرے کے اندر سے آنے والی ہلکی ہلکی آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگا

ــــــــــــــــــــ

مختلف ہلکی ہلکی آوازوں کے درمیان ... وہی غراتی ہوئی تیز آواز ابھری۔

"اب تم سب لوگ اپنی اپنی موت کے لئے تیار ہو جاؤ"

عمران کے ساتھیوں کو ایسا محسوس ہوا ... جیسے ان کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی ہو۔

وہ لوگ اپنی تیز تیز سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگے۔

"تم لوگ خاموش کیوں ہو ... کیا سانپ سونگھ گیا تم لوگوں کو"

اسی غراتی آواز نے ان سب کو پھر مخاطب کیا۔



"اور اے چالاک احمق ـــ تو یہ سمجھتا ہے کہ یہاں سے زندہ بچ کر نکل جائے گا ـــ لیکن اب تو یہ دیکھے بغیر نہیں رہے گا کہ سب سے پہلے تیری موت ہی دوسروں کو اپنی موت کا یقین دلائے گی ـــ اس کے بعد ایک ایک تڑپ تڑپ کر مر جائے گا ـــ کوئی کسی کی موت پر نہ تو آنسو بہائے گا ـــ اور ہمدردی ـــ اس حویلی کی موت اتنی ہی انوکھی ہو گی اور شاندار بھی۔

غراتی ہوئی آواز ایک لمحے کے لئے رک گئی۔

"یہ کون بول رہا ہے باس"

جوزف نے پوچھا۔

"قبر توڑ مردہ" عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر آہستہ سے کہا۔

"اوہ ـــ مگر یہ کس سے کہہ رہا ہے ۔؟"

جوزف نے پھر سوال کیا۔

"تجھے وارننگ دے رہا ہے"

"میں دیکھتا ہوں اس حرامزادے کو" جوزف نے جوش میں آگے بڑھنا چاہا۔

"ارے ٹھہر جا میرے شیر" عمران نے جلدی سے اسے پکڑ لیا۔

"چھوڑ دو باس ..... میں اس مردود کو جہنم کے اندر پہنچا کر رہوں گا۔"

جوزف خونخوار درندے کی طرح غرایا۔

"ابے ابھی رک جا ... کیوں میرا بنا بنایا کام بگاڑنا چاہتا ہے۔"

"تم کہتے ہو تو رک جاتا ہوں۔"

"بس اب چپ چاپ کھڑا رہ۔"

عمران نے کہا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ گردن آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

اندر کیا تھا اور اسے وہاں کن حالات سے دوچار ہونا تھا، یہ سب دیکھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔

اور پھر....

وہ اندر جھانکنے لگا۔

شاید یہ بھی اتنا ہی بڑا ہال تھا جتنا کہ حویلی میں۔ اور اس کی تعمیر بھی اسی انداز کی تھی۔ زمین دوز راستے کی نسبتاً یہاں تیز روشنی تھی اور اس ہال کے اندر وہی آسیبی ڈھانچہ موجود تھا۔

لیکن وہ اس دروازے سے کافی فاصلے پر تھا ڈھانچے سے دس پندرہ فٹ کے فاصلے پر کوئی



مشین رکھی ہوئی تھی۔ اور چار آدمی اس مشین پر جھکے ہوئے تھے ـــــ لیکن ان چاروں کے علاوہ تقریباً آٹھ آدمی اور بھی موجود تھے۔

ہال کے دوسرے حصوں میں کیا تھا۔؟

عمران کی نظر اس پر نہیں جا سکی تھی کیونکہ وہ دروازے سے وہی سب دیکھ سکتا تھا، جو اسے نظر آ رہا تھا۔

مشین پر جھکے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے مشین کے سوئچ بند کئے تھے۔

اور گردن اٹھاتے ہوئے اس نے ڈھانچے کی طرف دیکھا تھا۔

"میں کچھ کمزوری محسوس کر رہا ہوں ڈاکٹر ـــ"

ڈھانچے نے اپنے قریب کھڑے ہوئے ایک معمر لیکن صحت مند شخص سے کہا۔ اس کے چہرے پر سفید داڑھی تھی اور سر کے بال رخصت ہو چکے تھے۔

"تمہیں آج ایک اور انجکشن کی ضرورت ہے۔"

اسی معمر آدمی نے کہا جسے ڈاکٹر کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔

"لیکن ـــ"

ڈاکٹر پر تشویش نگاہوں سے ڈھانچے کو دیکھتے ہو

بولا

"اس مرتبہ حویلی سے کسی قسم کی آواز نہیں ابھری۔"

"تم بھی عجیب ہو ڈاکٹر۔"

ڈھانچے نے ایک کرسی گھسیٹتے ہوئے بیٹھ کر کہا۔

"اس سے قبل وہ یہ دیکھ چکے ہیں کہ عمران کی آواز پر اندھیرے میں فائر کیا گیا تھا۔ تاکہ اس کی زندگی پہلے ختم کی جائے۔ جب وہ لوگ اس بات سے باخبر ہو چکے ہیں کہ آواز پر بھی انہیں موت کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے تو وہ احتیاطاً خاموش ہی رہیں گے۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اس کے علاوہ ــــ"

ڈھانچے نے چند لمحے کی خاموشی کے بعد دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"میں انہیں یہ بھی بتا چکا ہوں کہ میں ان ہی میں سے کسی کے بھی جسم میں داخل ہو کر انہیں موت کی آغوش میں پہنچا سکتا ہوں ظاہر ہے کہ ان حالات میں بھی وہ ایک دوسرے کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے پر مجبور ہو گئے ہوں گے۔"

"لیکن تم نے جس شخص کا نام عمران بتایا تھا ــ اس کے متعلق ہم لوگ اب تک اندھیرے میں ہیں۔ وہ



اب تک ختم ہوا یا نہیں ــــ؟"

ڈاکٹر نے اس سے دریافت کیا۔

"تم عجیب قسم کے سوالات کر رہے ہو ڈاکٹر۔"

ڈھانچے نے حیرت ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر کہا اور پھر اسی سے مخاطب ہوا۔

"جب میں نے اس لومڑی کے بچے کو للکارا تھا تو جواباً اس نے مجھ سے جو کچھ کہا تھا۔ وہ تم نے بھی سن لیا تھا۔ چونکہ وہ اس وقت اندھیرے میں تھا۔ اس لئے ہمارے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس کی آواز پر ہی فائر کیا گیا تھا۔ پھر ہم نے ایک چیخ بھی سنی تھی ــ کیا اب بھی اس کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی رہتی ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ اس کی آواز پر پرنسپل نے اسے ختم کر دیا ــــ اگر ایسا نہ ہوتا تو اب تک یقیناً دوسرا فائر بھی ہو چکا ہوتا ــ پھر جب سے اس کی آواز بھی سنائی نہیں دی ہے۔"

"میرا خیال یہ ہے کہ۔"

ڈھانچے نے پر خیال انداز میں کہا۔

"ہال میں موجود بقیہ تمام لوگ عمران کی موت کے بعد حد درجہ دہشت زدہ ہو چکے ہیں۔ اب ان میں سے بیشتر اس حالت میں

کبھی نہیں رہے ہوں گے کہ اپنی موت کے علاوہ اور بھی کچھ
سوچ سکیں۔"

"اگر تمہارے اس خیال کو صحیح تسلیم کر لیا جائے
تو بقیہ افراد کو اب ایک آدھ گھنٹے کے اندر اندر ختم کیا جانا
ضروری ہے۔ اور یہ کام ہمیں اب ذرا سا بھی وقت ضائع کئے بغیر
انجام دے ڈالنا چاہئیے ۔۔۔ ورنہ صبح ہوتے ہی ہمارے تمام
پلان دھرے رہ جائیں گے۔"

"پھر تم ہی بتاؤ ڈاکٹر کہ اب مجھے کیا قدم اٹھانا چاہئیے۔
ویسے یہ حالات اس صورت میں رونما ہی نہیں ہوتے۔۔ اگر
یہ لوگ میری دھمکی کا اثر لے کر شام ہوتے تک حویلی کو
خالی کر دیتے۔ لیکن برا ہو اس کمبخت عمران کا جو اپنے دو ناموں
کے ساتھ یہاں جانے کہاں سے آٹپکا ہے ۔۔۔ مجھے
اس نے اپنا نام عمران بتایا تھا اور حویلی کے لوگ اسے
غضنفر علی کے نام سے جانتے ہیں ۔۔۔ اور اسی نے نواب
شیفتہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ لوگ اگر اس ہال میں جمع ہو کر
رات گزاریں تو ان کی زندگیاں محفوظ رہیں گی۔"

"لیکن اس سے کیا فرق پڑتا۔ ہم لوگ اب انہیں
ختم کرنے والے ہیں۔"
ڈاکٹر نے تیزی سے کہا۔



"یہ تو ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کہتا اور
دوسرے وہ یہاں ان لوگوں کے درمیان نہیں ہوتا، تو کیا اس
صورت میں کیا وہ اس حویلی کو خالی کر کے نہیں بھاگ جاتے
اس طرح اس نے ہمارے تمام پروگرام پر پانی پھیر دیا ہے
اگلا قدم اٹھانے سے پہلے ایک پھر سوچ لو مسٹر لوئی۔"
ڈاکٹر نے کہا۔

"ہم محض اس عمارت کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنائے رکھنے کے لئے
اتنی زندگیاں ختم کرنے جا رہے ہیں ۔۔۔ جو ایک بہت بڑی
رسک ہے۔ اگر تم چاہو تو چند روز خاموش رہ کر اس
عمارت کے مکینوں پر واقعات کا ردعمل دیکھنے کی کوشش کر سکتے
ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ان واقعات اور دو چار موتوں کے بعد ۔۔۔
وہ از خود ہی اس حویلی کو شاید خالی کر دیں۔"

"نہیں ڈاکٹر ۔۔۔ تم یہیں سب سے بڑی بھول کر رہے ہو۔
اگر ان میں سے کوئی بھی زندہ بچ گیا تو حالات ہمارے موافقت
میں نہیں جائیں گے ۔۔۔ اور پولیس کے کتے ۔۔۔ ہماری بو
سونگھتے یہاں پہنچ جائیں گے۔ اور ہمیں اپنے اسٹیشن سے
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

"اور تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ کیپٹن فیاض بھی اس
حویلی میں موجود ہے۔"

"آئندہ مرنے والوں میں، میں نے اسے بھی شامل کر لیا ہے
اور بالفرض اگر وہ ابھی تک زندہ بھی ہے، تو ہمارے دونوں
آدمی کرنل اور پرنسپل انہیں زہریلی سوئی سے ختم کر دیں گے
اور اس کی لاش دیکھنے والے یہی کہنے پر مجبور ہوں گے کہ
کسی زہریلے جانور کے کاٹ لینے سے اس کی موت واقع ہوئی
ہے ___"

"ٹھیک ہے ___ تو اب تمہیں انجکشن لگائے دیتا
ہوں ___ اس بار تم ہی ہال میں پہنچ کر ایک ایک کو ختم
کر دو ___ وہاں تمہارے دونوں ساتھی تمہاری مدد
کریں گے" یہ کہہ کر ڈاکٹر کسی دوسرے حصے کی طرف چلا گیا۔
عمران یہ سمجھ چکا تھا ڈھانچہ کی حیرت انگیز قوت محض ایک انجکشن
کی مرہون منت ہے۔
چنانچہ وہ انجکشن لگنے سے پہلے یقیناً نارمل حالت میں ہی ہوگا۔
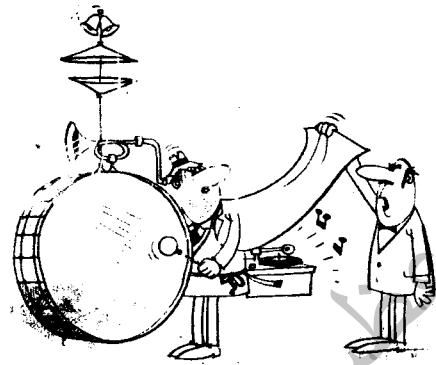


**اس** نتیجہ پر پہنچ کر عمران کی آنکھیں ایک فیصلہ کن انداز میں چمکنے
لگیں۔ اس نے جیب سے دوسرا ریوالور بھی نکال لیا جس کی ساخت
عام ریوالور سے مختلف تھی۔
یہ ریوالور اس نے ہال میں پہلی بار تاریکی پھیلنے پر کرنل محمد علی کو
اپنی گرفت میں لینے کے بعد اس سے چھین لیا تھا۔
کیونکہ کرنل محمد علی نے اس پر بہت احتیاط سے اس وقت
حملہ کیا تھا جب وہ بلیک زیرو سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے ہال
میں لوٹا تھا۔
جب اس نے محسوس کیا تھا کہ اس کے قریب ہی دروازے پر
کسی چیز کے ٹکرانے سے ایک ہلکی سی آواز پیدا ہوئی تھی۔

اس کے ساتھ ہی اس نے چھلانگ لگا کر نہ صرف یہ دیکھ لیا تھا کہ ... دروازے کے نچلے حصے میں ایک پتلی سی سوئی گڑھ گئی ہے بلکہ وہ یہ بھی فیصلہ کر چکا تھا کہ اب ڈائننگ ٹیبل تک پہنچنے کے لئے اسے اچھل کود کا ہی سہارا لینا ہوگا۔

کیونکہ سیدھے چلنے کی صورت میں کرنل محمد علی کا وہ ہاتھ جو ڈائننگ ٹیبل کے نیچے جھول رہا تھا۔ پھر سے اسی بے آواز ریوالور کے ذریعے وہ سوئی دوبارہ اس کے جسم میں داخل کر دیتا۔

صرف چند لمحات ہی گزرے تھے کہ ڈاکٹر ایک بڑی سی سرنج اپنے ہاتھ میں لئے ڈھانچے کے قریب آگیا۔

قریب کھڑے ہوئے دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر اس ڈھانچہ کے ہاتھ پر سے پہلے ایک پتلی سی جھلی علیحدہ کی۔ اسکے بعد سیاہ اور سفید رنگ سے پینٹ کیا ہوا ایک کھوکھلا فولادی ہاتھ لوئی فرنیک کے گوشت والے ہاتھ سے علیحدہ کر لیا۔

پھر وہ لوگ اسکی آستین کو الٹ کر اوپر چڑھا رہے تھے تاکہ ڈاکٹر اس کے بازو میں کوئی حیرت انگیز سیال انجکٹ کر سکے۔

**عمران** نے پیچھے پلٹ کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور تیزی سے



دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوگیا۔

وہ سب لوگ اس طرح چونک پڑے تھے جیسے اچانک موت نے ان کے سروں پر دھاوا بول دیا ہو۔

ان میں سے تین آدمیوں نے تیزی سے اپنی جیبوں کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہے ——— اور ٹھیک اسی وقت عمران کے ریوالور سے یکے بعد دیگرے تین فائر ہوئے۔ وہ لوگ چیخیں مارتے ہوئے الٹ کر فرش پر آ رہے۔

بقیہ لوگ سکتے کے عالم میں اسے گھور رہے تھے۔

فوراً ہی جوزف اور صفدر عمران کے درمیان پہنچ گئے

"تم میں سے کوئی حرکت نہ کرے۔ ورنہ بقیہ لوگ مشعلوں اور ان زہریلی سوئیوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے جو ان ریوالوروں سے نکلنے کے لئے پر تول رہی ہیں"

"اوہ تم ——— لومڑی کے بچے"

لوئی فرنیک جھلائے ہوئے لہجے میں غرایا۔

"ابے او قبر کی اولاد ——— میں انسان ہوں اور قبر میں اذان دیتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں تاکہ تجھ ایسے مردے کو انسانی جسم عطا کر سکوں۔"

پھر عمران نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی۔ دوسرے ہی لمحے سب لوگ اندر آ گئے۔

"ان سب لوگوں کی جیبیں خالی کر دو" عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اور صفدر وغیرہ نے ایسا ہی کیا۔

"آخر تم ہو کون"

ڈاکٹر نے تیزی سے سوال کیا۔

"تم مجھے بھی اپنے قبیلے ہی کا چھوٹا ... ویسے میں تم لوگوں کا پرانا خدمت گار ہوں"

"کیا تم بھی کسی تنظیم سے تعلق رکھتے ہو۔"

"ہاں۔ لیکن پولیس والی یا ہنٹر والی تنظیم سے نہیں۔ چور اور ساہوکار۔ اپنا سلوک دونوں کے ساتھ ایک سا رہتا ہے"

یہ کہتے ہوئے عمران کے ریوالور سے پھر ایک شعلہ لپکا اور ڈاکٹر تڑپتا ہوا نیچے آگرا

"تم ابھی مرے نہیں ڈاکٹر۔ البتہ تمہارا ایک پیر بیکار ہو گیا ہے۔"

عمران نے کہا۔

"اگر تم پولیس سے تعلق نہیں رکھتے تو ہم لوگوں سے سمجھوتہ کر لو"

لوئی فرینک بولا۔

"گڈ"

عمران بظاہر خوش ہوتا ہوا بولا۔

"پہلی مرتبہ تم نے کام کی بات کی ہے"

"تم اپنے آدمیوں کو واپس بلا لو۔"

لوئی فرینک بولا۔

"ہرگز نہیں" عمران نے کہا۔

ادھر عمران کے ساتھیوں نے لوئی فرینک کے سب آدمیوں کے ہاتھ ان کی ٹائیوں سے کس کر باندھ دیئے تھے۔

"کیا میں اٹھ سکتا ہوں"

لوئی فرینک عمران پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

البتہ ڈاکٹر۔

وہ بے تحاشہ عمران کو گالیاں بک رہا تھا۔

"قبر کے مردے اتنی آسانی سے نہیں اٹھا کرتے۔ تمہارا جنازہ اٹھانے کے لئے میں اپنے ساتھیوں کو لے آیا ہوں"

عمران نے ڈپٹ کر کہا۔

"دو لاکھ میں معاملہ طے کر لو"

لوئی فرینک بولا۔

"ذرا دم لو۔ ایسے سودے اتنی آسانی سے طے نہیں ہو جایا کرتے" عمران نے کہا۔ پھر لمحہ بھر رک کر بولا۔

"ہاں مسٹر لوئی فرینک"؟

"دو لاکھ۔" اس نے پھر دہرایا۔

"نقد یا ادھار۔"

عمران نے پوچھا۔

"نقد۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ دو لاکھ صرف اس بات کے ہوتے کہ اس حویلی میں تمہارا ہیڈ کوارٹر رن کر رہا تھا۔ اور تم لوگ یہاں سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوتے تھے۔

اس لئے یہ دو لاکھ کی رقم تم اس حویلی کے زمین دوز حصے کے ناجائز استعمال کا کرایہ تصور کر کے ادا کرو گے۔ میں اس بات کو پھیلنے بھی نہیں دوں گا ——— اب بقیہ معاملات کا سودا طے ہو جاتے۔"

عمران نے کہا۔

"اور کون سے معاملات۔"

لوئی چونک کر بولا

"اور دو لاکھ میں دوسرا معاملہ طے کر لو ——— وہ یہ کہ تمہاری پر وقار شخصیت کو پردۂ راز میں رکھنا ہو گا ——— ورنہ حکومت اور عوام کو جب یہ پتہ چلے گا کہ لوئی فرینک جو اس شہر کے گرجے گھر کا پادری اور چرچ مشن کا راہب، غیر قانونی کارنامے انجام دے رہا تھا تو اس صورت میں کیا نتائج نکلیں گے؟ ان سے تم بخوبی واقف ہو۔"



عمران نے راز کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم یہ بھی جانتے ہو۔"

"مال غنیمت پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کی مقدار اور تعداد کا اندازہ بھی لگا لیا کرتا ہوں ——— ورنہ کھودوں پہاڑ اور نکلے چوہا۔ میں ایسی کسی در دسری کا قائل نہیں۔"

"ٹھیک ہے... لیکن میں پچاس ہزار سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔"

لوئی فرینک نے کہا۔

"سوچ لو.. اگر اب پھر تم نے کسی پس و پیش سے کام لیا میں رقم ادا کرتا جاؤں گا۔ اور یہ میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے مطالبہ کو بہر حال قبول کرنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے ——— اب میرے ساتھیوں کو کھلواؤ۔"

"تم شاید بہت عجلت میں ہو ——— لیکن ابھی تمام معاملات طے کہاں ہوئے ہیں۔"

لوئی فرینک نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اب آ جاؤ ان غیر قانونی حرکات کی طرف ——— جس کے لئے حویلی کے اس حصے کو تم نے اپنے مصرف میں لانا شروع کر رکھا تھا۔"

"یہاں آج تک کوئی غیر قانونی کام نہیں ہوا۔"

"میں بھی کہتا ہوں ——— اس وقت بھی یہاں تم لوگوں کی موجودگی

غیر قانونی نہیں۔ ۔۔۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں"۔

"تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ کہ میں نے اس عمارت کے استعمال کے علاوہ اور کوئی غیر قانونی کام کیا ہو"

لوئی فرینک بولا۔

"ہال میں جو خون ہوئے ہیں ــــ وہ قانونی ہیں اور نواب شیفتہ کا معاملہ ۔۔۔ ۔۔۔ کیا وہ بھی غیر قانونی نہیں ہے پیارے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔"

"کیا تم یہاں میرا وقت برباد کرنا چاہتے ہو"

"میں نواب شیفتہ کو زندہ لوٹا دوں گا"

لوئی فرینک بولا۔۔

"جو اس ہال سے ملحق کمرے میں بند ہیں ــــ یہ بھی تمہارا اچھا شعبدہ تھا ــــ چلو نواب شیفتہ کی واپسی کو میں ان لوگوں کے خون کا معاوضہ سمجھ لوں گا جو بے موت مارے گئے۔

اب آجاؤ اپنی غیر قانونی سرگرمیوں کی طرف"

"میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اس کے علاوہ اور کوئی غیر قانونی حرکت مجھ سے یا میرے ساتھیوں سے سرزد نہیں ہوئی ہے"



"تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں نے صرف تم پر انداز
سے ہاتھ نہیں ڈال دیا ہے ــــ میں عرصہ سے تمہاری سماجی
سرگرمیوں کو دلچسپی کی نظروں سے دیکھ رہا تھا میرے
دوست"

عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں اپنی جگہ قائم ہوں ــ لوئی فرینک غراہٹ
آمیز لہجے میں بولا۔

"جوزف ۔ اس نے تیرے قبیلے کی عزت کو للکارا
تھا۔ اور یہی وہ فجر کا مناسب وقت ہے جب اللہ میاں اپ
ان بندوں پر مہربان ہوتا ہے، جو اس کے بندوں کے لئے شب
بیداری کے مراحل سے گزرتے ہیں ۔۔۔۔ تو میری بات سمجھ
رہا ہے کہ نہیں"

عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور۔

ٹھیک اسی وقت لوئی فرینک نے عمران پر
چھلانگ لگا دی۔

وہ عمران کے ہاتھ سے ریوالور چھین لینے میں کامیاب
ہو گیا۔ اور دوسرے ہی لمحے اس نے عمران پر
فائر جھونک دیا۔

لیکن....

عمران اتنا بودم یا غافل تو تھا نہیں .... اس نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ شروع کر دیا تھا — اور پہلا حملہ ناکام بنا کر، اب وہ لوئی فرینک کے دوسرے حملہ کا منتظر تھا۔

لوئی فرینک نے دھوکہ دے کر اس پر پھر ایک فائر جھونک دیا تھا — اور عمران اس بار بھی اچھل کر اپنے کو بچا گیا تھا۔

"اس بار گولی نہیں چلی .... ریوالور خالی ہو چکا ہے۔ اس لئے تم مجھ پر کھینچ مارو۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ایک لمحہ رک کر وہ پھر بولا۔

"اگر تم چاہو تو تم لوگوں کی یہ امانت .... جو غلطی سے میرے پاس چلی آئی ہے .... تمہیں واپس لوٹا دوں۔ ..... لو — گر قبول افتد زہے عز و شرف۔"

عمران نے وہ دوسرا ریوالور اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور وہ واقعی کسی درندے کی طرح اس پر جھپٹا — لیکن عمران نے جھکائی دے کر ٹانگ مار دی۔ اور وہ اوندھے



منہ فرش پر گر پڑا۔

پھر اس نے سنبھلنے میں دیر نہیں کی۔

"میں تمہارے لہو کی گردش تیز کرنا چاہتا ہوں۔ اب جوزف تمہاری مزاج پرسی کرے گا — کیونکہ وہ اس ساعت مبارک کے انتظار میں رات بھر چین سے نہیں رہا ہے۔"

ابھی عمران نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ جوزف اپنے حلق سے بے ہنگم اور خوفناک آوازیں پیدا کرتا ہوا اس پر چڑھ دوڑا۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے بری طرح الجھ گئے تھے۔

اب بھی لوئی فرینک طاقتور ہی بنا ہوا تھا — لیکن جوزف غضبناک ہو کر اس سے بھڑ چکا تھا۔

دس پندرہ منٹ کی کشمکش کے بعد وہ بری طرح ہانپنے لگا۔

اور اسی لمحے جوزف نے زمین سے اٹھا کر ہاتھوں پر ٹھہرا لیا۔ ... اور ایک چکر دے کر اسے عمران کے قدموں — کے بالکل قریب ہی پٹخ دیا تھا۔

وہ کسی مردے کی طرح ہی پڑا ہوا ہانپ رہا تھا۔
پھر عمران اس کے اوپر جھک گیا۔ اور اس کی گردن ٹٹولنے لگا ـــــ لوئی فرینک نے بچاؤ کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

کچھ دیر کے بعد عمران نے اس کے سر اور چہرے سے وہ بلٹ پروف خول علیحدہ کرتے ہوئے اپنی انگلیاں اس کی گردن کی پشت میں گڑھاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ اگلنا ہوگا کہ تمہاری یہ سرگرمیاں کس قسم کی تھیں تاکہ بقیہ معاملے طے ہو سکے ورنہ کیپٹن فیاض اوپر ہی موجود ہے۔ اور میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا۔"

لوئی فرینک کے حلق سے ـــــ گھٹی گھٹی چیخیں نکل رہی تھیں۔

"خیر..... میں ہی تمہیں بتا دوں..... تاکہ تم یہ نہ سمجھو کہ میں تمہیں دھوکے میں ڈال کر کوئی اچھا معاوضہ وصول کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ـــــ تو سنو شہر کی معزز ہستی کہ تم پچھلے ایک سال سے ایک مخصوص صوبے میں نوخیز کنواری اور غریب لڑکیوں کو راہبہ بنانے کے چکر میں ہو ـــــ تم نے اب تک لاتعداد لڑکیوں کو ننس بنا کر غیر ممالک پہنچا دیا ہے۔"



"لیکن ایسا ان کی مرضی سے ہوا ہے۔"
وہ ہانپتا ہوا بولا۔

"میں کب کہتا ہوں کہ وہ تمہاری مرضی سے ہوا ہے ـــــ لیکن انہیں غیر ممالک میں جن جن مقامات پر پہنچایا گیا وہاں سے وہ لاکھوں پونڈ کی مالیت کے عیوض فروخت نہیں کر دی گئیں اور ـــــ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے ـــــ جواب دو پارسا کے بچے۔"

"ٹھیک ہے..... میں اس کے لئے بھی تمہیں منہ مانگی رقم ادا کر دوں گا۔"

عمران نے اپنی گرفت ختم کر دی۔

"اب تم میرے چند سوالات کے جواب بھی دے دو۔ اس کے بعد میں یہاں سے نکل لوں گا۔"
عمران نے کہا

"کہو۔"

"کیا حویلی کا فرش ہی چھت ہے جس کے نیچے ہم لوگ موجود ہیں۔؟"

"ہاں۔"

"اور وہ آگ کی پٹیاں اسی مشین سے نکلی تھیں۔"
اس نے خاموش رہ کر اثبات میں سر کو جنبش دی۔

"تم نواب شیفتہ کو برابر والے کمرے سے نکال لاؤ۔"
عمران نے خاور سے کہا۔
خاور آگے بڑھ گیا۔

"اور کیپٹن فیاض موجود ہے اور تمہارے دونوں ساتھی کرنل اور پرنسپل ــــ وہ بھی۔
ہم اسی فرش میں خلا پیدا کر کے اوپر چلیں گے۔
تم اپنے دونوں ساتھیوں کو نیچے لے لوگے ــــ اور میں کیپٹن فیاض کو ٹھکانے لگا دوں گا ــــ پھر رقم وصول کر کے مجھے یہاں سے فوراً کھسک لینا ہے۔۔ کیا سمجھے۔"
یہ کہتے ہوئے عمران نے ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا۔
بہرحال اسے اٹھنا پڑا۔ اور وہ دیوار کے ایک سوئچ پر ہاتھ کا دباؤ دینے لگا۔
چھت کا ایک حصہ نیچے کی طرف جھک آیا تھا۔
عمران نے اچک کر اوپری فرش کی کھونٹی پر ہاتھ جما دیئے اور گردن نکال کر باہر دیکھا۔
کرنل اور پرنسپل دونوں اب تک بندھے ہوئے تھے۔

بقیہ تمام ہال خالی پڑا تھا ــــ عمران پھر نیچے کود پڑا۔
"تم لوگ پھر انہیں اچھی طرح چیک کرو"
عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کسی کی گرفت ڈھیلی رہ گئی ہو۔
وہ لوگ مجرموں کو دوبارہ چیک کرنے لگے۔
"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔ "اب میں جارہا ہوں۔ میری واپسی تھوڑی دیر بعد ہوگی۔ میری واپسی کے بعد تم سب لوگ تیزی سے نکل لینا۔ اور قبر کی ان امانتوں کو یہیں چھوڑ جانا کیونکہ جہنم کے فرشتے ان کی مزاج پرسی کے لئے آئیں گے

عمران جوزف اور نواب شیفتہ کو لئے ہوئے ہال میں داخل ہوا۔
صفدر اور نعمانی کے فرش کے قریب آجانے پر عمران نے کرنل محمد علی اور پرنسپل عبدالغفور کو بھی ان لوگوں کے سپرد کر دیا۔
فرش کی سطح دوبارہ برابر ہو گئی۔
عمران نے نواب شیفتہ سے کہا۔
"جناب مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ آپ کے ... ایک صاحبزادے اور سالے صاحب اس خونی رات کی بھینٹ چڑھ گئے ــــ لیکن آپ کے یہ صاحبزادے ــــ

عمران نے لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"ان لوگوں سے ملے ہوئے تھے اور وہ صرف چاہتے یہ تھے کہ آپ اس آسیبی ڈھانچے کی بات مان کر حویلی خالی کر دیں لیکن ان کی مرضی کے مطابق ایسا نہ ہوا۔
البتہ جب پرنسپل عبدالغفور نے اندھیرے میں مجھ پر گولی چلائی تو آپ کے صاحبزادے موت کی نذر ہو گئے۔
"ایسے نالائقوں کی موت کا مجھے قطعی غم نہیں ۔۔۔ البتہ حیرت اس پر ہے کہ میرے ان دوستوں نے بھی میرے ساتھ دغا کی۔"
نواب کی آواز گلوگیر تھی۔
اس نے مزید پوچھا۔
"میں اپنے خاندان کے بقیہ افراد کے لئے فکر مند ہوں کیا وہ لوگ زندہ سلامت ہیں۔
"جی ہاں ۔۔۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ لوگ بخیریت ہیں اور آپ کی انجانی وفات پر انتہائی مغموم بھی۔"
عمران نے کہا۔
"اوہ ۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ ہال کے نیچے بھی کوئی تل گھر ہے جہاں میری نشست ہے وہیں فرش میں خلا پیدا کر کے وہ لوگ اس طرح کرسی کے ساتھ مجھے غائب

کر دیں گے۔"

نواب نے کہا۔

"اور میں خود بھی حیرت زدہ تھا کہ آخر ایسا کیوں ہوا جبکہ میں دن میں ہی آپ سے یہ دریافت کر چکا تھا کہ اس حویلی میں تہہ خانے تو نہیں ہیں۔"

عمران جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالتا ہوا بولا۔

"میں نے یہ چھپا کر سخت غلطی کی تھی۔" نواب نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا۔

وہ لوگ اب راہداری طے کر کے اسی اسٹور روم کے قریب پہنچ گئے تھے۔

عمران نے دروازہ کھٹ کھٹایا اور ساتھ ہی فیاض کو آواز دی

"جناب کپتان صاحب — دروازہ کھولئے۔"

اور پھر دروازہ کھلنے میں دیر نہیں لگی

پھر —۔

جیسے ہی ان سب کی نظریں نواب شیفتہ پر پڑیں وہ لوگ حیرت زدہ ہو کر کبھی نواب کو اور — کبھی عمران کو دیکھنے لگے۔

فیاض کے باہر نکلتے ہی عمران نے نواب شیفتہ اور اس کے



خاندان کے افراد پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"دراصل بقیہ افراد کی زندگیاں محض کپتان صاحب کی دانشمندی کا نتیجہ ہیں۔ اگر انہوں نے مجھے یہاں آنے سے قبل طریقہ کار کے متعلق مشورے نہ دیئے ہوتے تو یہ یقینی بات ہے کہ وہ ڈھانچہ اپنا کام تمام کر چکا ہوتا۔ اور اس وقت ہم لوگ آپ کے مردہ جسموں کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوتے۔ خدا کی پناہ۔"

عمران نے گھبراتے ہوئے کہا اور فیاض خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔

"لیکن اس آسیبی ڈھانچے کا کیا ہوا —؟"

کئی آوازیں ایک ساتھ ابھریں۔

"اب وہ کبھی اپنی قبر سے باہر نہیں نکلے گا۔"

عمران نے یہ کہتے ہوئے فیاض کو اشارہ کیا اور وہ دونوں کچھ دور ہٹ آئے۔

"اچھا سوپر فیاض — اب میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں — میں چلتا ہوں۔"

"نہیں — !" فیاض غرایا۔

"تم یوں بچ کر نہیں جا سکتے۔ مجھے بتاؤ کہ ان حالات اور واقعات کی نوعیت کیا تھی —؟"

"آؤ ادھر راہداری میں۔"

عمران اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا لے گیا۔

پھر اس نے نہایت اختصار کے ساتھ فیاض کو بیوقوف بنانا شروع کیا۔

وہ کہہ رہا تھا۔

"میں اپنے ساتھ دو جدید ساخت کے سمت پیما لایا تھا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے جو میری کلائی پر بندھا ہے اور دوسرے کی پشت پر میں نے مقناطیسی سطح تیار کی تھی۔

تم پوچھو گے کیوں۔ تو اس کے لئے یہ خاکسار پہلے ہی عرض کردے کہ ایسا صرف تمہارے بیان سے اندازہ لگا لیا تھا ــــ کیونکہ تم نے کہا تھا کہ اس ڈھانچے پر گولیاں اثر نہیں کرتیں دوسرے وہ انتہائی طاقتور ہے۔

اور جب رات تمہارے سامنے ہی اس ڈھانچے سے پہلی مرتبہ ٹکراؤ ہوا تو اپنا کام بن گیا۔ جس وقت اس نے میری ٹانگیں پکڑ کر مجھے اوندھا لٹکایا تھا ــــ بس اسی وقت اس کی ٹانگ کے پچھلے حصے میں چپک گیا تھا ــــ میرے اسی تعویز نے مجھے اس تک پہنچایا۔

پھر میری اس کی مڈبھیڑ ہوئی ــــ بس۔ اس کے بعد قصہ ختم۔" یہ کہتے ہوئے عمران نے آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن



فیاض نے روک لیا۔

"ارے یہ کیا کرتے ہو ــــ وہ سب لوگ ادھر ہی دیکھ رہے ہیں۔ ویسے میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ اس ہال کے مختلف گوشوں سے ابھرنے والی آوازیں ــــ ان خفیہ لاؤڈ اسپیکر سے نشر ہوا کرتی تھیں۔ جو ہال میں رکھی ہوئی کتابوں کی الماری کے پیچھے ان کے تہہ دار پشت میں فکس ہیں۔"

"مگر ان دو بے ہوش لوگوں کا کیا ہوا جو نواب کے دوست اور مہمان تھے۔"

فیاض نے اسے عجیب نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اچھا۔ اچھا وہ ریٹائرڈ کرنل اور پرنسپل۔"

"ہاں۔"

"ابھی ان لوگوں نے ہماری واپسی پر اپنے تمام ہوش و حواس درست کرتے ہوئے یہاں سے بھاگ لینے کی استدعا کی تھی۔"

"بکو مت۔"

فیاض نے منہ بنایا۔

"سچ کہہ رہا ہوں .... ــ میں نے لاکھ سمجھایا کہ قبلہ و محترم۔ جو دوائے دل فروخت کرتے تھے وہ اپنی دوکان بڑھا گئے ــــ لیکن ــــ انہوں نے مجھ غریب فقیر کی

ایک نہ سنی ـــــ شاید اب تو وہ کافی دور نکل گئے ہوں گے"

عمران نے کہا۔

"اور وہ وہاں جو لاشیں جو پڑی ہوئی ہیں"

فیاض نے کہا۔

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے پیارے سوپر فیاض ترکستانی"

عمران بے بسی سے بولا۔

"کیا مطلب ـــ؟"

"وہ ڈھانچہ ہی ـــ پتہ نہیں کب اور کیسے اندھیرا کر کے وہاں پہنچ گیا تھا۔ اور اپنا کام ـــ تھوڑا بہت کام کر کے چلتا بنا ـــ تو اب ـــ ہیں چلو پیارے سوپر ـــ"

فیاض نے اس کے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"کیا کرتے ہو ـــ اگر یہ بھیگا ہوا لباس بھی پھٹ گیا تو مجھے لنگوٹی لگا کر تمہارے گھر دھونی رمانا پڑے گی ـــ ہاں تو تم کیا کہہ رہے تھے ـــ؟"

عمران بے بسی سے بولا۔

"ڈھانچہ" فیاض غرایا۔

"ہیں یا تم"



"پھر بکواس شروع کر دی تم نے"

فیاض بگڑ کر بولا۔

"اچھا ـــ اچھا۔ تو تم اس ڈھانچے کا حشر نشر جاننا چاہتے ہو"

عمران سنجیدہ صورت بنا کر بولا۔

"ہاں"

"بڑا غیرت تھا بے چارہ ـــ" عمران ٹھنڈی سانس بھر کے مغموم لہجے میں بولا۔

"کیا بکتے ہو"

"وہ نہایت غیرت مند تھا سوپر ـــ اور ـــ خود دار بھی ـــ جب اس نے دیکھا کہ تم نے مجھے اس کے سر پر مسلط کر دیا ہے اور اس کے فرار کی راہیں مردود ـــ ارے ہپ ـــ مسدود ہو گئی ہیں ـــ تو پھٹ کر بکھر گیا اور دور دور تک اس کی راکھ، پروانہ وار اڑتی چلی گئی۔"

ب۔ ـــ یا اور کچھ ـــ؟

ہو۔ ـــ فیاض نے گہری سانس لی۔

"ب ـــ ب۔ ذرا سوپر ـــ"

عم ـ نے اجازت مانگی ـــ

"نہیں۔"

"کیوں سوپر۔"

"میرے ساتھ چلنا۔"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ لہٰذا اب میں نہیں رکوں گا۔"
عمران نے کہا۔ پھر جوزف سے بولا۔

"ابے شب تار کے بچے چل۔ صبح ہو گئی ہے اور میں ایک ساتھ کئی مرغوں کی آذانیں سن رہا ہوں۔"

پھر عمران وہاں نہیں ٹھہرا۔ اور جوزف کو لے کر نکل گیا۔

سب لوگ اسے جاتے دیکھ رہے تھے۔



ختم شد

آئندہ پیشکش

جیمز بانڈ — طیارے کا اغوا